٧٨٦

ان من البیان لسحرا

بتائید

خداے متین این قصاید باتمکین در نعت سید المرسلین تسکین بخش قلوب عاشقین مع واقعات دل نشین و حواشی نیک آئین مصنفہ سراج السالکین سید الواعظین حضرت مولانا و مرشدنا محمد عبد الہادی صاحب چشتی قادری المتخلص بہ مسکین

المسمیٰ بہ

حصول التسکین ١٣٢٨

فی

قصاید المسکین ١٣٢٩

جمع کردہ و ترتیب دادہ

مولوی محمد مزمل صاحب واعظ حیدر آبادی مع ضمیمہ مرتبہ قاری محمد عبد الکریم صاحب واعظ، ساکن بیجی (ضلع محبوب نگر) تلامیذ حضرت مصنف مد ظلہم العالی حسب فرمائش محبِ اہل اسلام محبِ رسول انام خیر خواہ خلق اللہ عالیجناب عبد اللہ باوا شاہ صاحب تاجر سلمہ اللہ القادر ساکن گڈ تمک گلی

در مطبع فردوسی مدراس طبع گردیدہ

بار سوم | تعداد ۵۰۰ | قیمت ۴

ناظرین کو اطلاع! یہ قصاید اس ہادی دوراں و اعظ خوش الحاں کے تصنیف شدہ ہیں جن کی شہرت ملک مدراس و دکن سے ملک ہندوستان و عربستان تک پھیلی ہوئی ہے۔ اور علی الخصوص مقام متبرک تین جہاں لاکھوں مسلمانان اپنا عرض کر سکیں جمع ہوتے ہیں جس کا نام مبارک مکہ مکرمہ ہے اور اس مقام مقدس میں جہاں حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین (جو تمام عالم کیلئے ہادی ہیں) تشریف بنفس نفیس جلوہ گر ہیں جس کا نام مدینہ منورہ ہے ایسی عالیجناب ہستی ہیں کہ بلا مبالغہ صدہا وعظ بڑی عالیشان مجالس میں ہوئے کہ جنمیں دیکھنے علما بھی نہایت شوق سے شریک ہوا کرتے تھے جسکی تشریح و تفصیل اس مختصر کی زبان قلم سے ہرگز ادا نہیں ہو سکتی البتہ اسکی اجمالی کیفیت کا مولانا مولوی محمد مظفر حسین صاحب سلیمانی محرر تاریخ عثمانی و مورخ و زمیندار شاہ آباد (ملک اودھ) و مولانا مولوی محمد عبد الصمد صاحب حسن پوری سلمہما اللہ تعالی نے اپنی نظموں میں کھینچی ہے جنکو ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے (نظم اول) طبعزاد شاعر مولوی محمد مظفر حسین صاحب سلیمانی محرر تاریخ عثمانی بر کتاب مطلع البدر تالیف حضرت مرشدی مد ظلہ العالی مطبع

۱۳۲۶ھ مع مادہ تاریخ

اختر برج شرف ہیں وہ اختر خرم   مشہور شہباز ہاشمی ہیں وہ صاحب ہدا
عالم ہیں با عمل یہ محدث فقیہ بھی   واعظ ہیں خوش بیان تو عابد ہیں بے ریا
ہادی ہیں آپ ہادی برحق کے دین کے   پاتی ہے خلق ان سے ہدایت کا راستا
حیدرآباد میں چند وعظ کیے ایسے ذوق سے   آئی تھی چار سمت سے جس کی صدا
فرمائے وعظ چند تھے مدینہ میں آپکے   پھر کیوں نہ شش جہت میں ہو چرچا جناب کا
محبوب کبریا کی زیارت ہوئی نصیب   حاصل ہوئی سعادت دارین حبذا
حاضر تھے آپ روضہ اقدس کے روبرو   بیٹھے مراقبہ میں مودب تھے باولا
یہ عرض کی کہ مکہ کو جاؤں یاں رہوں   ارشاد یہ ہوا کہ آپ جائیے شاہ دوسرا
دیکھا حضور سرور عالم ہیں جلوہ گر   فرمایا جاؤ مکہ کو ہے تیرا بھلا
انوار اسقدر تھے رسالت مآب کے   ٹھہری نظر نہ اس رخ انور پہ اک ذرا
قسمت ہے انکو دولت کونین مل گئی   گزرا یہ دن کے وقت پر انوار ماجرا
سرکار دین پناہ سے رخصت جو مل گئی   آئے مدینہ پاک سے مکہ کو باصفا
مکہ میں رہ کے وعظ بھی فرمائے سیکڑوں   تحصیل علم کرکے وہاں امتحان دیا
پینتیس ۳۵ عالموں سے سند آپ کو ملی   جنکا رسول پاک سے ملتا ہے سلسلا
لازم ہے اہل بلدہ کو خدمت جناب کی   پائینگے روز حشر وہ اسقدر کی جزا
دیکھی جو میں نے آپ کی تصنیف دلپذیر   اسکے اثر سے قلب پہ اک وجد سا ہوا
دیکھا جو اس صحیفہ کو حضرت نے غور سے   بیساختہ زبان سے نکلا کہ مرحبا
[illegible] مطلع بدر ہیں سپہر رشد کے   جسکی چمک سے گرد ہے الماس بے بہا

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان من الشعر لحکمة

بتائید خدائے متین این قصائد با تمکین در نعت سید المرسلین
تسکین بخش قلوب عاشقین مع واقعات دلنشین و حواشی
نیک آئین مصنفۂ سراج السالکین سید الواعظین حضرت
الحاج مولانا و مرشدنا محمد عبد الہادی صاحب
چشتی قادری حیدرآبادی المتخلص بہ مسکین ادام اللہ فیوضاتہ الی یوم الدین

المسمی بہ

حصول التسکین

۱۳۴۸

فی

قصائد المسکین

۱۹۲۹

جمع و ترتیب دادۂ مولوی محمد فرزل صاحب واعظ حیدرآبادی مع ضمیمہ
ترتیب دادۂ قاری محمد عبد الکریم صاحب واعظ قادری چشتی بتائید حضرت
مصنف مدظلہ العالی حسب تقاضائے خاص و عام باہتمام بندہ کیف قادری [illegible]
ابن الحاج محمد عبد اللہ صاحب تاجر کتب مالک مطبع فردوسی

در مطبع فردوسیہ واقع حیدرآباد دکن مطبوع گردید

بار سوم — تعداد ۵۰۰ — قیمت ۸ر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ الطاہرین واصحابہ الناجین۔ **اما بعد** عاشقان رسول و شائقان نعت نبی مقبول پر مخفی نہ رہے کہ میرے ایک استاد مکرم و محترم مولانائے معظم حاجی الحرمین الشریفین زائر رسول الثقلین فخیم زمان ابو سعید حضرت شاہ مولانا مولوی حافظ قاری واعظ **محمد عبد الہادی صاحب** چشتی قادری [illegible] کے چند با اثر قصائد مطبوعہ ناچیز کی نظر سے گزرے جو مدح رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر مشتمل اور تکلفات شاعرانہ سے بالکل مبرا اور طرح طرح کے پند و نصائح سے مملو ہیں جن سے شائقین نہایت محظوظ و متاثر ہوتے ہیں۔ اور ان کے قلب میں عشق نبوی کی آگ بھڑک اٹھتی ہے اور اکثر لوگ ان قصائد کو سن کر حج و زیارت کے مشتاق ہوئے اور وہاں حاضر ہو کر [illegible] سچ ہے کہ عاشق صادق کے با اخلاص کلام میں بڑی ہی تاثیر ہوا کرتی ہے اور جو بات دل سے نکلتی ہے وہ دل ہی میں جا کے گھر کرتی ہے اور اگرچہ امر مسلمات سے ہے کہ شعر کی حلاوت و لطف خود شاعر کی زبان سے سننے پر منحصر ہے اور خصوصاً حضرت مولانا صاحب کی زبان سے [illegible] جو کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ سننے والوں کے دل ہی جانتے ہیں۔ لیکن [illegible] ممدوح نے ان قصائد کو حسب موقع و مقام جو انشا فرمایا ہے ان کے معلوم

کرنے سے جو لطف اور جو اثر شائقین کو حاصل ہوگا وہ بھی کچھ کم نہیں ہے.
لہٰذا اس بندۂ ناچیز ہیچمدان ابوالحیاء محمد فضل کان لہ اللہ المنان نے مفصل ان قصائد کو ان کے واقعات کے ساتھ ساتھ اس مجموعہ میں قلم بند کیا ہے اور کہیں کہیں بغرض ازدیاد حلاوت عاشقان نبوی و بقصد ترقی شوق زیارت مصطفوی کچھ کچھ مضامین کا اضافہ بھی کردیا ہے. اور کہیں بطور حاشیہ کے لکھ دیا ہے ناظرین رسالۂ ہٰذا کی خدمات میں التماس ہے کہ تحریر ہٰذا میں اگر کسی نوع کی غلطی پائیں تو درگزر فرماکر بندۂ ہیچمدان کو دعائے خیر سے محروم نہ رکھیں

پوشش چون بہ خطائے رسی و طعنہ مزن
کہ ہیچ فرد بشر خالی از خطائے نیست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ وہ قصیدہ ہے جبکہ حضرت ممدوح حج و زیارت کے شوق میں نہایت بیتابانہ یہ میں بہ آہ و زاری پڑھا کرتے تھے اور تھوڑی ہی مدت کے بعد حرمین شریفین کا مبارک سفر پیش آیا اور پھر مدینہ منورہ میں کامیابی حاصل فرمائی. ۵

الٰہی کب مرے اس آہ و زاری کا اثر ہوگا
کہ تا کب ہجر طیبہ سے عرب میں اپنا سفر ہوگا

میں کب تک لکھ کے ترساؤں کہاں تک اشک برساؤں
درخت آرزو یا رب مرا کب بارور ہوگا

تحیات و سلام پاک حضرت کو مرا پہنچا
اے باد صبح اس روضہ پہ جب تیرا گذر ہوگا

زمین و آسمان دنیا و عقبیٰ میں محمد کو
نہ جانے کون ایسا بے شعور و بے خبر ہوگا

مرا خوبی قسمت سے گزر ہو جب مدینہ میں
نظارہ آپ کا محمد کا یہ شہرہ در بدر ہوگا

ہر روز حشر جب بولیں تمامی انبیاء نفسی
تو لطف منتہی ہر سبب خیر البشر ہوگا

اطاعت کر کی صدق دل سے جناب مصطفیٰ کی
ہو قسمت ترا منہ تا ابد شکر ہوگا

قیامت میں ہو شہرہ جب پیمبر کی شفاعت کا
برائے امت عاصی کھلا جنت کا در ہوگا
ادب سے پڑھ درود امید رکھ اللہ سے مسکیں
تصدق سے نبی کے خاتمہ ایمان پہ ہوگا

قصیدۂ دوم و سوم

یہ ہر دو قصائد مدرسہ معدن العلوم (واقع وانمباڑی) میں محفل میلاد نبوی کے موقع پر خود حضرت ممدوح نے اپنے محترم اساتذہ یعنے مولانا الاکرم حضرت عارف باللہ مولوی عبدالمجید خان صاحب مولانا الاعظم حضرت صوفی اہل اللہ مولوی محمد عبداللہ صاحب و مولانا الاقدس استاذ الاساتذہ حضرت مولوی سید زمان شاہ صاحب و مولانا الافخم فقیہ زمان حضرت حاجی مولوی عبدالرحیم صاحب و دیگر علمائے کرام مثل مولانا الفاضل مولوی سید محمد شرف الدین صاحب و جناب مولوی قاری قطب الدین احمد صاحب دامت برکاتہم و عمت فیوضاتہم کے روبرو سنائے تھے جس سے کل سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

قرار اس دل مضطر کو اے خدا دینا
ترے حبیب کا روضہ مجھے دکھا دینا
نہ چاہیئے مجھے زنہار دولت دنیا
غنائے قلبی سے مجھ کو غنی بنا دینا
جہاں کی سیر سے دل سیر ہو چکا یارب
حریم خانۂ کعبہ بس اب دکھا دینا
خوشی نہیں ہے مجھے ہند کی سکونت میں
نکال یاں سے مدینہ ہی میں بسا دینا
ہمیشہ ہجر پیمبر سے آہ گریاں ہوں
مجھے نبی سے ذرا اے خدا ملا دینا
محب صادق احمد بنو مسلمانو
خوشی سے دولت و جاں اپنی لٹا دینا
نہیں ہے وقت یہ غفلت کا اے عزیزو تم
دلوں کو اپنے ذرا وقت اب جگا دینا
یہاں ہے محفل میلاد سرور عالم
یہ مژدہ سارے محبوں کو اب سنا دینا

[illegible] نعت رسول کریم اے مسکیں
[illegible] رحمت حق کے لئے بڑھا دینا

الٰہی عشق ہمیں بس رسول کا دینا
دلوں سے الفت دنیائے دوں اٹھا دینا

ترے حبیب کے ذکر و ثنا کی برکت سے
ہمارے دلکو مصفا ترین بنا دینا

ہوں میں بھی عاشق ادنیٰ نبی اکرم کا
کرم سے دار جناں میں مجھے بھی جا دینا

ہے جسکے دل میں تمنا نعیم جنت کی
رسول پاک کی الفت میں جان لٹا دینا

نہیں ہے جس دل ابتر میں الفت احمدؐ
بھلا ہے اس دل ناپاک کو جلا دینا

میں تشنہ دید پیمبر کا ہوں خداوندا
شراب وصل مجھے جلد تر پلا دینا

تمام عمر کٹی ہند کی سکونت میں
کرم سے اب رہ طیبہ مجھے لگا دینا

ہے بعد مرنے کے یہ التجا صبا تم سے
کہ میری خاک مدینہ طرف اڑا دینا

بحب الفت احمد اے بندۂ مسکین
قصیدہ پڑھکے یہ حضار کو سنا دینا

مدح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وشوق زیارت میں یہ قصیدہ مرقوم ہوا

عزیزو فخر ہے مجھکو محمدؐ کی غلامی کا
نبی حامی مرے بس ہیں نہیں محتاج حامی کا

رہوں مدحت سرا ہر دم نبی فخر اعاظم کا
بھلا اس سے بہتر کیا ذریعہ نیکنامی کا

جمال پاک احمد کو جو رشک مہر تاباں ہے
شبہ کس طرح ٹھہراؤں میں بدر تمامی کا

الٰہی سنگدل میں ہو چکا ہوں سیر دنیا سے
دکھا دے بس مدینہ احمد مرسل گرامی کا

محمد نام شیریں جب لب مسکین سے جاری ہے
کہو کیونکر نہ وہ دعوی کرے شیریں کلامی کا

حضرت مولانا صاحب مکہ مکرمہ میں نہایت دلچسپی کے ساتھ تقریباً دو سال مقیم رہے اس عرصہ میں حرم شریف و دیگر مختلف محلوں میں ایک سو ایک وعظ فرمائے سبحان اللہ آپ کے وعظ میں عرب کے لوگ بھی بڑے شوق و ذوق سے جوق جوق تشریف لاتے تھے اور نہایت متاثر ہوتے اور اعمال صالحہ کے کاربند ہوا کرتے تھے

علاوہ بریں حضرت مولانا صاحب کو کعبۃ اللہ پر نظر کرنے کی بہت تمنا رہا کرتی
تھی کیونکہ حدیث شریف میں ہے اَلنَّظْرُ اِلَی الْکَعْبَۃِ عِبَادَۃٌ پس آپ نے
یہ التزام و انتظام فرما لیا تھا کہ صبح کے بعد سے اشراق تک مفتی احناف مولانا شیخ
صالح کمال رحمہ اللہ تعالے کی خدمت میں دو درس حدیث شریف وغیرہ کے لیتے
اور شیخ العلماء مولانا الشیخ بابصیل شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس تفسیر شریف
میں شامل رہتے اس کے بعد مکان پر واپس آکر حدیث و نحو کا درس بعض طلبۃ العلم
کو پڑھاتے پھر کتب سند کا مطالعہ اور انکی نقل و تصحیح وغیرہ وغیرہ میں مشغول رہتے تھے
چنانچہ ثبت ابن حجر مکی رح ثبت العجلونی رح ثبت امیر کبیر رح ثبت شبراوی رح یہ چار
عربی کتابیں بقلم خود بتمام و کمال نقل فرمائیں اور علم سند میں ایک ضخیم کتاب

ھادی المسترشدین نامی ڈھائی سو صفحوں کے قریب

آپ نے تحریر فرمائی ہے جو خصوصًا علما و فضلا کے لیئے جوہر بے بہا ہے۔
ماشاء اللہ ان سب تحریرات میں یہ التزام بھی رکھا گیا تھا کہ کاغذ۔ قلم۔
روشنائی مکہ مکرمہ کی ہو اور پانی کے عوض سیاہی میں زمزم شریف ڈالا جاتا تھا غرض
جب ان تمام شرائط کے ساتھ مذکورہ بالا تمام کتابیں لکھی گئیں تو حضرات اہتمام
غور کریں کہ حضرت مولانا صاحب کا عشق کعبۃ اللہ کیسا تھا کس درجہ ہوگا۔

ان سب امور کے سوا نماز ظہر سے حرم شریف میں فارغ ہوتے ہی تدریس کا سلسلہ
آغاز فرما دیتے اور باجلاس کا مقام ایسا تجویز فرمایا تھا کہ ہر وقت لمحہ لمحہ کعبۃ اللہ
و میزاب رحمت پر نظر پڑتی رہتی تھی یہ جلسۂ تدریس آٹھ دروس مختلفہ پر مشتمل
تھا جو سر مغرب تک جاری رہتا اذان مغرب پر ختم ہوتا اور بعد نماز مغرب تا وقت عشاء
کے لیے حرم شریف ہی میں بیٹھ کر جناب حافظ جمال الدین صاحب مکی سماعت
کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ عشا تک فرماتے اور بعد نماز عشاء سے فارغ ہو کر

وعظون کے لئے تشریف لیجاتے اور حضرت مولانا صاحب کا قیام مع والدہ و ولد و برادر کے اگرچہ رباط حسین بی مرحومہ مغفورہ واقع محلہ شامیہ میں تھا۔ لیکن چونکہ وہاں سے کعبۃ اللہ نظر نہیں آتا تھا اسلئے آپ نے کوہ صفا کے متصل والی رباط میں ایک ایسے حجرہ میں رہنا اختیار کیا تھا کہ جس میں سے کعبۃ اللہ برابر نظر آیا کرتا تھا اور یہ حسن اتفاق کی بات تھی کہ یہ وہ مبارک کمرہ تھا کہ جس میں حضرت مولانا صاحب کے دادا پیر حضرت مولانا المقدس ولی کامل عارف باللہ الحاج الحافظ محمد امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہٗ بھی سکونت فرمایا کرتے تھے جو الی اصل جسکو کعبۃ اللہ کے ساتھ اس درجہ دلی تعلق ہو تو اسکو کعبۃ اللہ کی جدائی کیا کچھ صدمہ نہ ہوگا یہی وجہ تھی کہ آپ مکہ مکرمہ سے نکلنے کے وقت مہاجرت بیت اللہ پر یہ قصیدہ رقم فرما کر بار بار اسکو پڑھتے اور بے اختیار زار زار روتے تھے حتی کہ یہی حالت زاری و اضطراری جدہ تک جاری تھی۔ فی الحقیقت یہ قصیدہ نہایت رقت آمیز کلمات سے لبریز ہے خصوصاً اسکا مطلع اور مقطع اور شعر ہفتم و ہشتم بہت ہی پر درد ہیں جس سے قلب مومن پر بڑا ہی اثر پڑتا ہے۔ حق تعالے شانہ ہر مسلمان مرد و زن کو اس بابرکت مقام پہ جانا نصیب فرماوے آمین۔ قصیدہ یہ ہے۔

ارادہ تھا کہ مکے سے اٹھاؤں نہ قدم اپنا
تمنا تھی کہ ہو جائے اسی جا پر قلم اپنا

پہنچنا جائے اعظم ہے کہ شاہان جہاں بھی [illegible]
تصدق و عجز کرتے ہیں سر تسلیم خم اپنا

عجب کیا نور تاباں ہے کہ جسکو کعبۃ اللہ پر
سیہ گرچہ وہ رکھتا ہے لباس محترم اپنا

[illegible]
کبھی جلوہ دکھا رہا ہے باب حجر و ملتزم اپنا

[illegible]
خدا نے اہل کو یہ کیا ہے کیا کرم اپنا

نظر بھی کعبۃ اللہ پہ عبادت سے نہیں خالی
کہ جس سے عفو ہو جائے گناہ بیش و کم اپنا

عجب تقدیر ہے میری کہ ہجرت بیت رب سے ہے — نہیں معلوم پھر کب ہو گزار اور حرم اپنا

دوبارا مجھکو لے مولا بلانا بیت میں اپنے — کہ تا ہو دور میرے دل سے درد و رنج و غم اپنا

جدائی شاق ہے تیری مرے دل پر لسبیتنا احمد

یہ مسکین خستہ جاں کس سے کہے رنج و الم اپنا

مدینۂ منورہ میں پہونچنے اور زیارت نبوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نصیب ہونے کے شکریہ میں لکھا گیا۔ ؎

خداوندا کرم تیرا مدینہ مجھ کو پہونچایا — ہزاروں شکر اے مولے مدینہ مجھکو پہنچایا

بہت کچھ پیر پھیلایا نتیجہ کچھ نہیں نکلا — خدا کو رحم جب آیا مدینہ مجھکو پہنچایا

کہاں طاقت تھی یہ میری کہ دیکھوں بیت پیغمبر — کرم اور فضل ہی رب کا مدینہ مجھکو پہنچایا

الٰہی فضل سے مجھکو مدینہ ہی میں رکھ لیجو — لو اپنے لطف سے جیسا مدینہ مجھکو پہنچایا

اگرچہ ہوں میں عجز آگین ذلیل و کمتر و مسکین

مگر خوش ہوں کہ رب میرا مدینہ مجھکو پہنچایا

مدینہ طیبہ سے واپس ہوکر مکہ مکرمہ کو دوبارا آنیکے بعد یاد مدینہ میں تحریر فرمایا ؎

کیا خوب و دلکشا ہے مدینہ رسول کا — کس درجہ خوشنما ہے مدینہ رسول کا

بیمار الفت شہ مرسل کے واسطے — بیشک شفا کی جا ہے مدینہ رسول کا

آنکھوں میں و دلمیں جان و جگر میں مرے مدام — بے شبہ پھر رہا ہے مدینہ رسول کا

دنیا کے جاہ و مال کی رغبت وہ کیا کرے — جسکو کہ مل چکا ہے مدینہ رسول کا

مسکین کیوں نہ رہے مدینہ کی یاد میں

مقبول کبریا ہے مدینہ رسول کا

جس وقت مولانا صاحب مدظلہ گجرات تعلقہ رانڈیر تشریف لیگئے اور احباب کے تقاضے سے وعظوں کیلئے چند ایام قیام پذیر رہے تو ایک صاحب (دا خلی

تعالیٰ انکی دعا قبول فرمائی یہ حدیث میری کرم استاد حضرت مولانا صاحب قبلہ دام کرمتہ کو مسلسل پہنچی ہے ۱۲

نامی نے مولانا صاحب کو مصرعہ طرحیہ گلابی رنگ ہو میرے کفن کا. دیکر کہا کہ اسپر کچھ نظم لکھئے پس اوسی وقت حضرت نے یہ نظم حسب حال زمانہ تحریر فرمائی. ــــ

مجھے ہے عشق مولا سے زمن کا
تصور ہے مدینہ کے چمن کا

چلا ہے قافلہ سوئے مدینہ
ہے سودا سر میں احمد کے وطن کا

کیا اعمال کی شامت نے پامال
عبث شکوہ ہے کیوں چرخ کہن کا

عدو سر کیجے نظرے گرم بازار
گنا و وحشت و ظلم و مکر و فن کا

کہ ہر جھگڑے چلے جاتے ہو آؤ
کھلا ہے باب جنات عدن کا

ارے قیاس کے پیچھے کیا پڑے ہو
طریقہ لو محمد کے چلن کا

کہاں حاصل ہوا اسکو قرب مولا
جو تابع نفس کا ہو اور من کا

شرف اس قوم کے سونے دلوں پر
الٰہی ہو اثر میرے سخن کا

زباں سے نعت پیغمبر ہے جاری
یہی رتبہ ہے بس میرے دہن کا

گلاب و یاسمن ہے ایک قطرہ
مرے محبوب کے عرق بدن کا

کہاں آہوئے دل کو طاقت رم
ہے قیدی زلف احمد کے رسن کا

مرا مرنا ہو اور ہو خاک طیبہ
گلابی رنگ ہو میرے کفن کا

مجھے مل جائے گر خاک مدینہ
بڑا ہو فضل رب ذو المنن کا

کرائی خوب رب نے سیر گجرات
مجھے اب قصد ہے ملک دکن کا

الٰہی داخل رحمت میں ہووے
اثر ہووے نہ مسکیں پر محن کا

شوق حج و زیارت اور دین کی حمایت میں یہ قصیدہ تحریر فرمایا ہے

کعبہ میں پہنچونگا تب ہیبت الٰہی یا رب
در کعبہ پہ چلونگا میں جبیں کو اپنی جو سر

جب سے گھر یہ میں سوچا ان پہ دل تڑپا
پھر میں دیکھونگا مدینہ کی زمیں کو یا رب

کب تلک ہند میں سہتا رہو رنج و آفت
جابجا دشمن اسلام ہوئے ہیں پیدا
اہل ایماں کو ہے غیب سے تیری تائید

جلد تسکین دے مرے قلب حزیں کو یارب
غلبہ کیجے عطا دین متیں کو یارب
کیجے مغلوب ہر اک دشمن دیں کو یارب

یہ ترا بندۂ مسکیں ہے بڑا دکھیا
تخت مقصود پہ اس خاک نشیں کو یارب

قصیدۂ ہذا میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر سلام لکھا گیا ہے۔ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسکو پڑھکر لطف حاصل کریں،

اس شہ ہر دو سرا پہ ہو سلام و صلوات
سید خلق خدا پر ہو سلام و صلوات
وہ شہ بحر عطا منبع جود و سخا
مصدر حلم و حیا مطلع صدق و صفا

صاحب تاج و لوا پر ہو سلام و صلوات
رہبر راہ ہدیٰ پر ہو سلام و صلوات
شافع روز جزا پہ ہو سلام و صلوات
سرور اہل تقا پہ ہو سلام و صلوات

با دل صدق و یقین تو کہا کر مسکیں
واقف سر خدا پہ ہو سلام و صلوات

جسوقت حیدرآباد دکن مسجد توپ خانہ گوشہ محل میں آیۂ کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الیٰ قولہ تعالیٰ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ الخ کی تفسیر وعظ میں بیان کر رہے اتفاق سے ہوا تو حضرت مولانا صاحب نے اسی وقت حسب موقع یہ قصیدہ موزوں فرمایا۔ اور قبل ازں شروع وعظ خود پڑھکر سنایا ہے

محمد مصطفےٰ نور علی نور
جمال پاک سے پردہ اٹھا جب[1]
ہدایت کا جسے مظہر بنایا

شہ ہر دو سرا نور علی نور
ہوئے ارض و سما نور علی نور
وہ جیتے شمع ہدیٰ نور علی نور

[1] یہ واقعہ شب معراج کا ہے کہ حالت سنتر ہزار حضرت علیہ سلام کو نیکر آپ کے جلوہ میں جیسے تھے جیسا آپ کے چہرۂ انور سے پردہ ہٹایا گیا تو تمام ستیفیں بے نور معلوم ہوئیں۔ ۱۲

مُحبّو ہم کو فضلِ ایزدی سے — بنی کیسا ملا نورٌ علیٰ نور
بہت مسرور ہو بیٹھو عزیزو — بیاں ہے آج کا نورٌ علیٰ نور
ہمارے واسطے حق نے نبیؐ کا — کیا صدرہ ضیا نورٌ علیٰ نور

اے مسکیں تو نے کیا سمجھا نبیؐ کو
سراپا نور تھا نورٌ علیٰ نور تھا

جب حضرت مولانا صاحب کو شکر بنگلور سے عالیجناب ہمدرد قوم متولی جی احمد حسین صاحب تاجر عم فیضہ اور عالیجناب حاجی الحرمین الشریفین چوکورم زین العابدین صاحب تاجر دام فیضہ نے ماہ مبارک ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کے وعظوں کیلئے طلب فرمایا اور مسجد لباہین میں انیس ۱۹ روز تک متواتر وعظوں کے جلسے ہوتے رہے تو حضرت مولانا صاحب نے بنگلور وشکر کی مسلم آبادی کی کثرت کے لحاظ کرتے ہوئے ایک دار العلوم کی اہمیت کو محسوس فرماکر نہایت پرجوش الفاظ اور با اثر تقاریر سے بناء مدرسہ کے لئے اکثر وعظوں میں رغبت دلائی اور اوسی کے متعلق یہ قصیدہ پُرزور موزوں کرکے زمانہ کی حالت اور عدم تعلیم کی وجہ سے اولاد مسلمین کی جو ذلت و خواری ہو رہی ہے اسکا سچا فوٹو کھینچکر ایک وعظ میں نہایت پُر درد لہجہ سے سنایا جس کا بہتر نتیجہ یہ ہوا کہ فوراً اہل جماعت لباہین کے قلوب متاثر اور بنائے مدرسہ کی طرف مائل و راغب ہوگئے اور اسی مجلس میں مدرسہ تیار کرنیکا عہد و پیمان کرلیا چنانچہ اسی وقت سے اس کے انتظام کے لئے مجلسیں ہونے لگیں اور ماشاء اللہ اہل جماعت مذکور نے علو ہمت و دینی دلچسپی اور تعلیم علم دین کی سچی غمخواری کا بیّن ثبوت دیا کہ عرصۂ قلیل میں اعلیٰ پیمانہ کی ایک شاندار و خوشنما عمارت مسجد لباہین کے متصل چالیس ہزار روپیوں کی لاگت سے تیار ہو چکی اور اسی عمارت کے حصۂ زیرین میں دس دکانیں مدرسہ کے مصارف کی غرض سے

بنائے گئے اور ۱۳۲۲ھ میں مدرسہ مذکور کا افتتاحی جلسہ منعقد ہوا جس میں صوبہ مدراس
کے مقتدر علماء و فضلاء و عمائدین خصوصاً فاضل نامدار تقویٰ شعار اعلیحضرت
فیضدرجت عابد و زاہد شمس العلماء مولانا الحاج المولوی شاہ عبدالوہاب صاحب
قادری ویلوری رحمۃ اللہ علیہ بانی و ناظر مدرسہ باقیات الصالحات خلیفہ
حضرت شیخ المشائخ عارف باللہ آیۃ من آیات اللہ مولانا الحافظ الحاج شاہ
محی الدین سید عبداللطیف قادری قطب ویلور المتوفی بالمدینۃ المنورہ قدس
سرہ العزیز اور عالیجناب ملک التجار عبدالعزیز بادشاہ صاحب سفیر روم
اور تاجران نامدار حکیم عبدالعزیز صاحب و مولانا عبدالسبحان صاحبان وغیرہم
اور حضرت مولانائے مکرم بھی مدعو ہوئے اور مدرسہ کا نام **قوۃ الاسلام**
قرار دیا گیا اور اراکین مدرسہ و متولیان مسجد و اہل جماعت کے عمدہ انتظام
کے ساتھ جلسہ صبح کے نو بجے سے شروع ہو کر علمائے کرام کی بیش بہا تقاریر و شعراء
نامدار کی دلچسپ نظموں سے معمور و پر بہار رہا اور بعد عشاء ہمارے استاد مذکور
مولانا حضرت **محمد عبدالہادی صاحب** کے پراثر و شیریں بیان وعظ
پر ختم ہوا۔ الحمد للہ مدرسہ مذکورہ تین سال سے جاری ہے حق تعالیٰ اس مدرسہ کا
انتظام نہایت عمدگی کیساتھ فرما کر تا قیام قیامت اسکو آباد رکھے اور اس میں
دن دونی رات چوگنی ترقی اور اس کے جمیع ارکان و متولیان و معاونین کو دارین
کی بھلائی نصیب فرمائے۔ آمین۔ قصیدہ یہ ہے۔

دل بھر آیا قوم کی حالت پریشاں دیکھکر ۔۔۔ سینہ بریاں ہے ہمارا حال اخواں دیکھکر
قوم کا ہمدرد اب کوئی نظر آتا نہیں ۔۔۔ غم کوئی کھاتا نہیں سنئے غریباں دیکھکر
کوئی ویسا خیر خواہ مسلمیں ہے ہاں ۔۔۔ فکر کچھ کرتے نہیں حال عیاں دیکھکر
آفتاب چرخ ملت آچکا نزد زوال ۔۔۔ کچھ سنبھالو آنکھ کھولو اہل ایماں دیکھکر

زندگی کی آہ اب کشتی بھنور میں آگئی
اہل کشتی بے خبر ہیں آہ طوفاں دیکھکر

ہے تعجب دوسری اقوام ہم پر ہنس چکیں
پر نہیں عبرت لیا انساں کو انساں دیکھکر

اپنے بچوں کا خیال نفع جب ہمکو نہیں
فائدہ کب ہم کو ہے اوروں کے نقصاں دیکھکر

الاماں اس حال ابتر سے خدایا الاماں
رحم اپنا بند مت کر ہم سے عصیاں دیکھکر

شوق دے تعلیم علم دین کا ہمکو اے خدا
تا نہ رو دیں ہم خواری صبیاں دیکھکر

مومنوں میں اتحاد و ایک جہتی کر عطا
ہو گئے مسرور جسکو سب مسلماں دیکھکر

وہ بھی دن لاوے خدا آئے نیا دور
کہ ترقی پائیں جسکو اہل ایماں دیکھکر

آنکھ ٹھنڈی ہو خدا چاہے تو لاکھوں کی فرد
لشکر بنگلور کو رشک گلستاں دیکھکر

چند مسکیں نے سنائیں تلخ باتیں آہ جب
دل بھر آیا قوم کی حالت پریشاں دیکھکر

اس قصیدہ کے ہر شعر سے عشق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جھلک نمایاں اور عدم حصول زیارت پر افسوس و حسرت ظاہر ہے اور اخلاق محمدی کا بھی ذکر خیر بہت عمدہ پیرایہ میں کیا گیا ہے۔

ہوں فرقت احمد سے پریشاں شب و روز
کرتا ہوں بسر زندگی بے جان شب و روز

ہو جاؤں فدا میں قد رعنائے نبی پہ
ہے دل میں سمائی یہی ارمان شب و روز

ہوں جنکو تصدق رخ انور پہ نبی کے
ہیں شمس و قمر پھرتے بحسبان[۱] شب و روز

اس شمع رخ پاک پہ پروانہ کی مانند
ہوتا رہوں ہر آن میں قربان شب و روز

ابتک نہوا نفع زیارت مجھے حاصل
ہوتا ہے مری جیب کا نقصان شب و روز

کیا اسکے سوا ہو سکے مجھ سے کہ نبی پہ
کرتا رہوں قربان دل و جان شب و روز

کیا وصف پیمبر کا مرے سے ہو عزیزو
مداح جب انکا ہے رحمٰن شب و روز

۱ الشمس و القمر بحسبان۔

سب اخلاقِ عظیمہ پہ محمدؐ کے فدا تھے
کفار و منافق بھی مسلمان شب و روز

اخلاقِ پیمبر کو اگر دیکھنا چاہو
باغور پڑھا کیجیو قرآن شب و روز

منت سمجھو کہ میں ہند میں آرام سے خوش ہوں
آفت زدہ مغموم ہوں حیران شب و روز

اچھا نہیں ہوگا یہ مرض ہائے طبیبو!
ناحق نہ مرا کیجیو درمان شب و روز

جاری ہے لبوں سے مرے جب نام محمدؐ
چومیگا لبوں کو مرے رضوان شب و روز

مسکین رضا حق کی اگر چاہیے تم کو
کرتے رہو وصفِ شہ اکوان شب و روز

کمال درد فرقتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و تمنائے زیارت میں مرقوم ہوا ہے

غم ہجر ہے بس چھپانے کے قابل
نہیں داستاں یہ سنانے کے قابل

ہوا ہجر احمدؐ سے دل پارہ پارہ
نہیں اب میں صدمے اٹھانے کے قابل

مرا دل خیال رخ یار میں ہے
نہیں غیر سے دل لگانے کے قابل

دل آزردہ کرتا ہے آزردہ سب کو
نہیں انجمن میں میں آنے کے قابل

کرو یوں ہی درمان میرا طبیبو!
نہیں دردِ دل اک دکھانے کے قابل

مرے دل میں پھرتی ہے تصویر احمدؐ
نہ ہو کیوں مرا دل سڑنے کے قابل

غمِ ہجر کا خاتمہ ہو الٰہی
نہ مسکیں ہے رنج اٹھانے کے قابل

ف حق تعالیٰ نے آپ کے حق میں فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۵ یعنے آپ بڑے ہی اخلاق والے ہیں ۱۲ سورۂ ن والقلم ف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اخلاق کیا تھے انہوں نے جواب دیا کہ آپکے اخلاق قرآن مجید تھا یعنے جن امور کا قرآن مجید میں حکم ہوا ہے ان امور کی طرف خود آپکی طبیعت راغب تھی اور جن امور سے قرآن حکیم میں ممانعت وارد ہوئی ہے ان کاموں سے خود آپ کی طبیعت میں نفرت تھی ۱۲

حج و زیارت سے واپس آنے کے بعد دوبارہ اشتیاق زیارت میں لکھا گیا ۔

یارب وہ دن ہو کب کہ مدینہ کو جائیں ہم — حال دل ملول نبی کو سنائیں ہم
عمر عزیز صرف ہوئی آہ ہند میں — چلکے مدینہ دولت عقبیٰ کمائیں ہم
افسوس ہم مدینے سے پھر آئے ہند کو — گر ایک بار جائیں تو پھر کر نہ آئیں ہم
تیری مدد رفیق ہماری ہوئے خدا — یک آن ہی میں مقصد دل اپنا پائیں ہم

مسکین کے دل کا حال نہیں قابل بیاں
گر ہو بیاں تو روئیں بھی سب کو رلائیں ہم

لشکر بنگلور میں جس وقت حضرت مولانا صاحب کے وعظ کثرت سے ہوا کرتے تھے ایک روز معلوم ہوا کہ بہت لوگ تماشہ و ناٹک یا بائسکوپ وغیرہ دیکھنے کو جایا کرتے ہیں تو اوسپر حضرت نے یہ لکھ کر وعظ سے پہلے سنایا تھا جس سے تمام سامعین بہت متنبہ ہوئے ۔

ہائے افسوس صد افسوس ہمارا اسلام — دن بدن گھٹتے چلا صرف رہا اس کا نام
جس طرف دیکھئے ظاہر ہے جہالت کیسی — نہ حیا خلق سے نہ خوف ز خلاق انام
کچھ بھی میلان نہیں آہ رہ دین کی طرف — لہو و بازی و مزامیر کا ہے شوق مدام
وعظ قرآن کی سماعت کو ہے آنا دشوار — شوق سے لہو و لعب میں ہیں بڑھاتے اقدام

واسطے حق کے نصیحت تو کیا کر مسکین
پیش آئے جو جہالت سے تو کہہ اپنہ سلام

نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں زیب رقم کیا گیا ۔

ذات کہاں تیری کہاں شاہ فرد والوقر کی شان — ہے کیا ہلال کا رتبہ کہاں بدر کی شان

سنئے ارشاد باری ہے وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا یعنی رحمٰن کے خاص بندے جاہلوں کے ساتھ جہالت نہیں کرتے بلکہ رخصتی سلام کر لیتے ہیں سلامتی کا رویہ اختیار کرتے ہیں ۔"

جہاں ہے فرع و محمد ہیں اصل موجودات — بھلا سہی کو کوکب سے بدر کی شان
نثار سرو و ریاض مدینہ لکھتا ہوں — کہاں ہے ایسی کسی صاحب ہنر کی شان
سوا خدا کے کہوں کس سے داستان اپنی — نہیں مرا دیار ہی کسی بشر کی شان

جسے اقامتِ طیبہ نصیب ہو مسکین
وہ کیا جہاں میں لائیگا سیم و زر کی شان

زیارتِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تمنا میں لکھا گیا ہے

(۱۷)

بہت دن سے یا رب میں بیمار ہوں — شفا کا تجھی سے طلبگار ہوں
بہ یادِ نبی روز و شب زار ہوں — تقاضائے قسمت سے ناچار ہوں
نہیں مجھکو خواہش زر و سیم کی — مدینہ کا مشتاقِ دیدار ہوں
مرے پاس زہد و عبادت نہیں — الٰہی نہایت خطاوار ہوں
کرم کی نظر مجھ پہ ہو اے خدا — کہ دنیا میں سب سے بہت خوار ہوں
مدینہ کی خواہش ہے جی سے سوا — یہاں کی سکونت سے بیزار ہوں

ہوں مسکین و محتاج و عاجز مگر
شراب محبت سے سرشار ہوں

عشقِ رسولؐ میں مرقوم ہوا ہے

(۱۸)

احمد پاک کا سو جان سے شیدا ہوں میں — نہ طلبگار زر و دُر و گہر کا ہوں میں
نہ ہوا سبز مرا نخلِ گلستانِ مراد — کیا ہے قسمت مری مقتول تمنا ہوں میں
ساقیا بھر دے مے وصل سے اب جام مرا — تیری خلوت کا بہت روز سے تشنہ ہوں میں
دیجئے تسکین مدینہ کی ہوا سے مجھکو — آتشِ ہجر پیمبر میں تڑپتا ہوں میں

گرچہ مسکین ہوں محتاج ہوں لیکن یارو
دولتِ عشقِ نبیؐ ہاتھ میں لایا ہوں میں

حیدرآباد دکن میں شوق زیارت و قصد سفر ملک عرب کے متعلق لکھا گیا ہے ۔

خدا کے واسطے ہم جان نثار بیٹھے ہیں
اسی کے فضل کے امیدوار بیٹھے ہیں

جہاں کی سیر سے دل سیر ہو چکے ہیں ہم
فقط نبی کے لئے دن گذار بیٹھے ہیں

ہماری خاک ملا دے خدا مدینہ میں
ملول ہند میں ہم خاکسار بیٹھے ہیں

جدا نہ کرنا مدینہ سے ہم غلاموں کو
چمن میں گل کے بھی پہلو میں خار بیٹھے ہیں

چلو یہ سیر مدینہ خوشی سے اے مسکیں
دکن میں کسلئے یوں خوار و زار بیٹھے ہیں ۔

٢٠

حج و زیارت سے فائز المرام ہونے کے بعد بصد رنج و الم رخصت ہو کر ہند کو آتے وقت جہاز مجیدی میں ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ کو حضرت مولانا صاحب کے ہمراہیوں نے ایک محفل وعظ کی منعقد کر کے حضرت مولانا صاحب کو وعظ پر مجبور کیا تو حضرت نے اس وقت یہ پُر درد قصیدہ لکھ کر قبل از وعظ سنا کر حاضرین کو تڑپا دیا۔ یہ واقعہ بندر بمبئی پہونچنے سے ایک روز آگے کا تھا۔ دور سے بمبئی کے پہاڑ وغیرہ دیکھ کر اہل جہاز ایک کہرام خوشی کی مچانے لگے۔ اور حضرت مولانا صاحب کا درد فراق بڑھتا جا رہا تھا۔ اس وقت کے حسب حال اس قصیدہ کا مضمون سامعین کے قلوب پر عجیب اثر پیدا کیا ہوگا؟

٢١

آہ اب ملک عرب سے میں پھرا جاتا ہوں
کیسی نعمت سے میں محروم ہوا جاتا ہوں

بحر میں گرچہ سفینہ (جہاز ۱۲) پہ ہوں بیٹھا لیکن
بحر آلام[1] میں بس غرق ہوا جاتا ہوں

نعت احمد کی لیاقت ہی کہاں ہے مجھ میں
مدح خوانوں میں بھلا کب میں گنا جاتا ہوں

سچے عشاق کو کب آئے پسند عذر مرا
اسلئے خدمت احباب میں آجاتا ہوں

کیا کہوں غیر کی خود اپنی ہی حالت سنلو
ہائے اب ہند کی جانب میں کھنچا جاتا ہوں

[1] یعنی غموں کے سمندر میں ڈوبا جا رہا ہوں ۱۲

کہو کیا اس سے زیادہ ہو شقاوت میری	دور حضرت کے مدینہ سے ہوا جاتا ہوں
قربت ہند سے ہیں لوگ خوشی میں لیکن	دوری طیبہ سے میں آہ مرا جاتا ہوں
کچھ نہیں فکر اگر حق کی مدد ہو جائے	ابھی کئی روز میں طیبہ کو چلا جاتا ہوں

جلد روضہ میں بلا لیجئے مجھ مسکیں کو
آتش ہجر میں لاریب جلا جاتا ہوں

حضرت مولانا صاحب کو حج اسلام سے فارغ الزام ہو کر زیارت رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلنے کے وقت (بوجہ تقیدات ہائے موانع کثیرہ) بہت تاخیر ہوئی حتیٰ کہ ماہ محرم الحرام بھی قریب الاختتام ہو گیا۔ آخر نہایت بحث و تکرار کے بعد احباب نے اس شرط پر اجازت دی کہ زیارت نبوی سے مشرف ہونے کے بعد واپس مکہ مکرمہ کو آ کر رباط مولانا الاقدس مرشد العلماء الاعلام ہادی الخواص والعوام قطب زمانہ صوفی یگانہ واصل حق آگاہ جناب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ الملکی میں قیام پذیر ہو کر فیض بخش خلائق رہیں اسی بنا پر جناب احمد قاسم سنجی مکی وغیرہ نے جو حضرت مولانا صاحب کے ہمراہ جدہ تک تشریف لائے تھے حضرت مولانا صاحب کا سامان جو ضرورت سے زیادہ تھا جدہ میں جناب قطب الدین صاحب تاجر کے پاس رکھوا دیا اور حضرت مولانا صاحب میمنوں کے رباط میں فروکش ہوئے چونکہ تمام حجاج مدینہ منورہ جا چکے تھے اور کوئی باقی نہ رہا۔ لہذا کوئی آگبوٹ جانب ینبع جانے والا بیس روز تک نہ ملا روز بروز حضرت مولانا صاحب کا صدمہ و رنج و الم زیادہ ہوتا جاتا تھا اور نہایت بے چین ہو کر اسی حالت اضطراب میں بطور فریاد بجناب رب العباد یہ اشعار پڑھنے لگے اور دو تین ہی روز میں خداوند تعالیٰ شانہ

غیب سے سفر مدینہ طیبہ کا ایک عجیب سامان کر دیا اور نہایت راحت و آسانی کے ساتھ مع والدہ ماجدہ و اہل و عیال براہ ذابق لوروز میں مدینہ منورہ پہونچے اور بفضل اللہ تعالے تمام راہ میں کوئی قزاق ملا نہ کوئی دشمن بالکل اطمینان کی حالت میں نمازیں و اذکار اور وظیفے ادا کرتے ہوئے قصائد نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہوئے گئے۔ اس سفر وسیلہ ظفر کا عجیب و غریب حال حضرت مولانا صاحب نے اپنے سفر نامہ حرمین میں مفصل لکھا ہے۔ عاشقان رسول اسکو ضرور ملاحظہ فرما کر حظ وافر حاصل کریں بیس روز تک سامان سفر مدینہ منورہ نہ ہونیکے رنج میں جو اشعار جدہ میں تحریر فرمائے

قافلے طیبہ کو چلے جاتے ہیں | ہائے افسوس کہ ہم ایک رہے جاتے ہیں
ہائے کس شوق سے یا رب کہ مدینہ جائیں | دن بدن عاجز و مجبور ہوئے جاتے ہیں
نہ تو مکہ ہی رہے اور نہ مدینہ پہونچے | شہر جدہ میں یہ ایام کٹے جاتے ہیں
وائے ناکامی آتا تھا میسر نہ حرم | اب تو خون دل کا شب و روز پئے جاتے ہیں

اے مدینہ کی طرف شوق سے جانیوالو
دیکھیں ہمیں کو کس وقت لئے جاتے ہیں

ایک روز مولانا صاحب کو فرط محبت زیارت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت بے چین ہوکر یہ تمنا اور آرزو پیدا ہوئی کہ ہند سے ہجرت کر کے مدینۃ الرسول میں جا کر قیام پذیر ہو جانا تھی کہ وہیں دفن ہونا پس اسی آرزو کا اظہار آپ نے ان اشعار میں کیا خوب فرمایا ہے۔

یا رب ہمیں مدینہ کو جانا نصیب ہو | جانا نصیب ہو تو نہ آنا نصیب ہو
فرقت سے بیقرار ہے دل ہجر یار میں | صبر و قرار اسکو بھی پانا نصیب ہو

سلہ اللہ پاک جناب عبدالعزیز شمس فاروقی اور انکے نسبتی برادر عبداللہ حسام الدین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ ان ہر دو کے ذریعہ سے یہ مبارک سفر با آسانی تمام طے ہوا اسکی تفصیل مولانا کے سفرنامہ حرمین میں ہے

کب ہو وہ دن کہ روضۂ اطہر کے سامنے	درد فراق پھر نہ سنانا نصیب ہو
بیماری اس مریض کی ہو جائیگی ہوا	جس دن ہوا مدینہ کی کھانا نصیب ہو

مدفن مدینہ بندۂ مسکین کا ہو خدا
گرچہ حیات میں نہ ٹھکانا نصیب ہوا

ایک روز حضرت مولانا صاحب کے ایک شاگرد مولوی مودود عبد الرحیم صاحب جعفر آبادی نے زمانۂ موجودہ کی حالت اور ترقی معکوس کے متعلق ایک نظم لکھ کر حضرت مولانا صاحب سے تصحیح کرائی تو مولائی نے حضرت قبلہ نے اسی کے وزن اور ردیف میں یہ نظم کیا تحریر فرمائی ہے گویا آپ نے سچا فوٹو کھینچا ہے۔

نظم

ہماری اندلوں تقدیر دیکھو	سبھی ہیں کام بے تدبیر دیکھو
غرور و بغض و کینہ اور جہالت	ہوئے ہیں کیسے وا شگیر دیکھو
لے کیوں کر بھلائی دو جہاں کی	ہے جب تک شرع کی توقیر دیکھو
جہالت کی تو ہم نے داد دی ہے	بھلا اب کیا کریں تدبیر دیکھو
پڑے ہیں ورطۂ غفلت میں ہو تم	خدارا یہ مری تحریر دیکھو
ترقی ہے اگر منظور یارو	تو راہ شرع با توقیر دیکھو

تعصب اور حسد دل سے نکالو
یہ مسکیں کی ذرا تحریر دیکھو

جب حضرت مولانا صاحب مع والد و برادر و فرزند مدینۃ الرسول پہنچے اور زیارت رسول الثقلین سے محظوظ و سرفراز ہو کر زیارت جنۃ البقیع کو تشریف لے گئے حضرت کے والد ماجد [illegible] قبرستان مذکور کے انوار باطنیہ کو دیکھتے ہی زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ مجھ کو اس نورانی قبرستان میں دفن ہونے کی تمنا ہو گئی ہے [illegible] تک مدینہ منورہ سے نہ نکلنا۔ حضرت نے فرمایا

کہ میں نے مکہ معظمہ کے لوگوں سے وعدہ کیا ہے کہ میں یوم کے بعد مکہ واپس آؤنگا
پس وعدہ خلافی مجھکو ہرگز گوارا نہیں ہے۔ برادر صاحب کہنے لگے کہ وطن اور
احباب اور والدہ صاحبہ سے مفارقت جبکہ دو سال ہوتے ہیں۔ لہذا ایک مرتبہ
وطن ہوکر آنا ضروری ہے۔ الحاصل اس اختلاف نے اس قدر متردد و پریشان
کردیا کہ حضرت نے مجبوراً ایک صوفی صاحب سے مشورہ لیا تو انہوں نے استخارہ
کرنے کی رائے دی پھر علامۂ زماں محدث یگانہ مولانا حسین احمد صاحب[۱] فیضآبادی
دام فیضہ سے اسکا تذکرہ کیا تو علامہ موصوف نے جواباً فرمایا کہ کسی سے رائے لینے
کی کیا ضرورت ہے۔ آپ خود حضور نبوی میں عرض کرو۔ اور جو جواب ملے اسپر
بے کھٹکے عمل پیرا ہو جاؤ۔ پس حضرت کو یہ بات نہایت پسند آئی اور دوسرے
دن بعد نماز صبح اپنے وظائف و اوراد سے فارغ ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کیطرف مراقب ہوئے۔ تو مزار مبارک سے ایسے انوار ظاہر ہوئے کہ آنکھ چکاچوند
ہوگئی اور ارشاد مکہ معظمہ کو جانے کا ہوا اور جب اس واقعہ کی خبر جناب صوفی
صاحب و مولانا حسین احمد صاحب کو دی گئی تو ہر دو کی زبان سے یہی نکلا عسیٰ
اَنْ تَکْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ پس حضرت قبلہ کو سخت صدمہ[۲]
ہوا کہ مجاورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محرومی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ ارشاد
نبوی واجب التعمیل تھا لہذا آپ عازم سفر بیت اللہ ہوگئے اور والد وغیرہ کو بھی دل
ناخواستہ موافقت ہوا چاہتی تھی اور سخت رنج و ملال کے ساتھ حضرت اور آپ کے

---

۱ یہ بزرگ اس وقت مسجد نبوی میں درس حدیث شریف دیا کرتے تھے اور بعد کو اپنے
شیخ مولانا شیخ الہند محمود حسن محدث دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مالٹا
میں نظر بند رہے اور اسکے بعد اپنے شیخ ہی کے ہمراہ ہندوستان کو مراجعت فرمائی ۱۲

۲ یہ واقعہ نہایت ہی حضرت کے سفرنامہ حرمین میں دیکھنے کے قابل ہے ۱۲

والد ماجد صاحب نے اکثر ارادے ہوئے سلام و پیام ... روضہ رسول اللہ پر عرض کرکے
مکہ معظمہ واپس آئے لیکن حضرت کو ... حکم وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا نے مجبور کرکے مدینہ منورہ سے نکال کر مکہ پہنچایا
مگر شب و روز غم مہاجرت روضہ رسول اللہ سوہان جگر بنا ہوا تھا جس کی وجہ سے
اکثر آبدیدہ رہا کرتے تھے۔ چنانچہ ذیل کے ہر سہ قصائد اسی کے شاہد ہیں۔

ہے دل میں الٰہی حسرت دیدار مدینہ — بیمار مدینہ ہوں [illegible] بیمار مدینہ
اشجار سے مشرف ہوئے حضرت کی لقا سے — [illegible] سے بہتر کہیں اشجار مدینہ
جب کوہ احد باغ فدک چاہ بئر سے — کیا کیا تمہیں بتلاؤں میں آثار مدینہ
جس چاہ کا پانی شہ عالم نے پیا تھا — اب تک بھی وہ موجود ہیں آبار مدینہ
کیا لطف اٹھاتے ہیں محبان محمد — جس وقت ہیں چھوتے اشجار مدینہ
[illegible] کئے دل [illegible] — مجھ سا بھلا کون ہے [illegible] مدینہ
بیمار مدینہ کا [illegible] کہیے [illegible] — اچھا نہیں ہوگا کبھی بیمار مدینہ
تشبیب [illegible] — [illegible] مدینہ

یا رب یہ دعا تجھ سے ہے ہر [illegible] شب و روز
مسکین کو دکھلا [illegible] دیدار مدینہ

یا رب [illegible] دکھلا [illegible] مدینہ — پھر ایک نظر ان آنکھوں سے [illegible] مدینہ
وہ [illegible] ہے جو میرے حق میں نہایت [illegible] — جس شب مجھے رویا میں نظر آئے مدینہ
جس وقت [illegible] — بس منہ سے نکلتا ہے مرے ہائے مدینہ

لہ [illegible] مدینہ منورہ کے [illegible] حضرت کی [illegible] ۱۲
لہ یہ باغ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا تھا جس کا قصہ احادیث میں مذکور ہے ۱۲
لہ یہ انس رضی اللہ عنہ کی باولی ہے اس کا پانی نمکین تھا آنحضرت [illegible]
اپنا لعاب دہن ڈال دیا بس وہ شیریں ہوگیا [illegible] ۱۲ [illegible] دکھوا اپنا
[illegible] اور جان دیکر خرید کرلونگا لیجے جان دیدونگا اور مرجاؤنگا ۱۲

کیونکر ہو ادا شکر ترے فضل کا یارب — ہم بھی ترے الطاف سے دیکھ آئے مدینہ

مسکین اٹھا اپنا تا مرگ وہ شہر کو
آئینہ اثر حق تجھے پہونچا دے مدینہ

مرے سر پہ ہے سودائے مدینہ — خدا ہی مجھ کو پہنچائے مدینہ
کسی کی چاہ سے دل میں نہیں ہے — کہ دل میرا ہے شیدائے مدینہ
کسی کو آرزو جنت کہاں ہے — مزا ہے جو یہ تحفہ ہے مدینہ
یہی ہے آرزو مسکین اب کی — کہ مدفن میرا ہو جائے مدینہ

اٹھو حسرت سفر باندھو اے مسکین
عبث کیوں ہے تقاضائے مدینہ

معجزات و مدح رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم میں رقمطراز ہیں

دل مضطر میں مرے درد یہ پیدا کیا ہو — مدح احمد نے مرے منہ سے نکلنا کیا ہے
عشق احمد کے سوا کچھ نہیں معلوم مجھے — کوئی دیوانہ ہے مجھکو تو پروا کیا ہے
تابع احمد مرسل ہے خدا کا محبوب — اس سے بڑھ کر کہو مومن کو تمنا کیا ہے
بس ہے اللہ غنی پوچھنے والا میرا — کوئی دنیا میں نہ پوچھے تو بگڑتا کیا ہے
معجزے احمد مرسل کے ہزاروں میں ہیں — روبرو ان کے عصا اور ید بیضا کیا ہے
بے دوا پائی مریضوں نے شفا حضرت سے — سامنے میرے نبی کے دم عیسیٰ کیا ہے

کس طرح تجھ سے محمد کی ثنا ہو مسکین
کیا حقیقت ہے تری مرتبہ تیرا کیا ہے

حاجی صاحب ہمیشہ تمنائے مدینہ ظاہر کرتے رہنا اور سفر مدینہ کی تیاری نہ کرنا یہ عبث اور بیکار ہے۔ اگر تمنائے صادق ہے تو بس تیار ہو جاؤ اور سامان سفر باندھو حاجی صاحب اپنے روان ہو

یہ قصیدہ ایک دوسرے قصیدہ کے وزن اور ردیف پر لکھا گیا ہے جو نہایت موثر اور عشق نبی کو بڑھانے والا ہے ۔

ہے آرزو الٰہی جب روح تن سے نکلے — نکلے تو صاف کلمہ میرے دہن سے نکلے

الفت نبی کی یارو جسکے نہیں ہے دل میں — بہتر ہے جان اسکی اسکے بدن سے نکلے

مجھکو درود پڑھکر دفنا ئیو عزیزو — شاید کہ بوئے عنبر میرے کفن سے نکلے

خوش قسمتی ہے انکی طیبہ طرف خوشی سے — عشاق احمدی جو اپنے وطن سے نکلے

فضل خدا سے ہووے وہ وقت کب میسر
سوئے مدینہ مسکیں ملک دکن سے نکلے

حب رسول و شوق زیارت میں موزوں کیا گیا جس کا ہر شعر عاشقان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھڑکا دینے والا ہے ۔

دل جو وصف شہ زمن میں ہے — مثل بلبل گزر چمن میں ہے

پڑھنے والا درود کا اکثر — ہر دو دارین سے امن میں ہے

لطف گر زندگی کا چاہو تو — احمد پاک کے وطن میں ہے

منبع آرزو کا وا ہونا — مرضی رب ذو المنن میں ہے

کم نہ ہو مجھ سے نعت پیغمبر — روح جب تک مرے بدن میں ہے

گر مدینہ کی سیر اے مسکین
کیا تجھے فائدہ دکن میں ہے

لہ یعنی زیادہ درود کا پڑھنے والا دونوں جہان کے غم و الم سے امن میں رہیگا یہ مضمون در اصل ایک حدیث شریف کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ پر ہر آن میں کثیر اوراد کے وقت میں آپ پر درود ہی پڑھا کرونگا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا اِذًا تُکْفٰی هَمَّكَ وَيُغْفَرُ ذَنْبُكَ یعنی اب تیری فکر دور ہونے کو کافی ہوا اور تیرے گناہ بخشے جائینگے ۔

محبت رسول و تمنائے زیارت میں ایک دوسرے قصیدہ کے وزن و ردیف پر
یہ قصیدہ شہر محرم میں رقم کیا گیا جو نہایت زوردار اور فصیح و بلیغ ہے ؂

کس دل میں اے محبوب تری راہ نہیں ہے
بدبخت ہے وہ جسکو تری چاہ نہیں ہے

اے ختم رسل آپکے مانند جہاں میں
محبوب خدا کا کوئی واللہ نہیں ہے

کیا جن و بشر کیا ملک حور و پری کیا
کس دل کا ہمارا نبی دلخواہ نہیں ہے

مقتول ہوں میں خنجر ابروے نبی کا
کیا مجھکو شہیدوں میں بھلا راہ نہیں ہے

دنیا میں کوئی مجھکو نہ چاہے تو نہ چاہے
کیا چاہنے والا مرا اللہ نہیں ہے

عاشق کو ہمیشہ سے حقارت کی نظر سے
دیوانہ کہیں لوگ تو پرواہ نہیں ہے

دنیا کا طلبگار ہے گمراہ عزیزو
جو طالب عقبیٰ ہے وہ گمراہ نہیں ہے

کچھ غم نہیں اس کا کہ ہوں میں عاجز و مسکین
کیا شاہوں کا سب میرا نبی شاہ نہیں ہے

اس قصیدہ کو بھی حضرت مولانا صاحب قبلہ نے کسی کے جواب میں لکھا ہے جس میں
نصائح اور پُردرد الفاظ میں ہیں جن کو سنکر سامعین پر گہرا اثر پیدا ہوتا ہے ؂

کوئی طیبہ کی طرف رحمت تجارت لیچلے
ہم فقط دل میں تمنائے زیارت لے چلے

کوئی دیں کو لیچلا اور کوئی دنیا لیچلا
عمر کو ہم [illegible] کرکے ندامت لے چلے

کوئی فکر ملک میں کوئی تلاش باغ میں
ہم دل مضطر میں پیش حق قیامت لے چلے

اے دنیا میں بھی ہر نیک بندہ باشعور
آخرت کیواسطے یاں زراعت لے چلے

کچھ نہیں دنیائے فانی کا مزہ اے دوستو
لطف انکو ہے جو جنت کی بشارت لے چلے

کوئی بتلادے مجھے کوئے محمد کا پتہ
یا کوئی ہمراہ از راہ عنایت لے چلے

ہجر احمد سے ہے مسکیں روز و شب رنجور گیں
کیا عجب حق سوئے طیبہ با کرامت لے چلے

اس نظم میں بنائے فانی کی ناپائداری اور مسلمانوں کو غفلت سے بیدار کرنے کا نہایت عبرت انگیز مضمون موزون کیا گیا ہے جسکی سماعت سے قلب متنفر ہو اور حب دنیا کافور ہو کر توجہ الی اللہ حاصل ہوتی ہے۔

محبت لگاؤ دل یہ دنیا ہے یقیناً فانی
اگر جب وقت اجل آگئے تمہیں ہووے پشیمانی

نہیں کیا یاد ہے وہ دن کہ وقت ہو پیش آئے
یہ کیا دنیا پہ مغروری کیسی آہ نادانی

زبردستی نہ کر ہرگز ستانا مت عاجزوں کو تو
بھلا کیا عذر تو لائیگا دربار ربانی

نہ کر غفلت نہ کر غفلت کیا آئے وا ایماں تو ہو
نصیحت سن مری بھائی اگر ہے کچھ مسلمانی

ذرا تو غور فرماؤ کہاں آدم صفی اللہ
کہاں نوح نجی اللہ کہ جو تھے آدم ثانی

کہاں ادریس پیغمبر کہاں موسیٰ کلیم اللہ
کہاں یعقوب پیغمبر کہاں وہ ماہ کنعانی

ہزاروں پاک پیغمبر ہزاروں اولیاء اللہ
کہ جنکے تھے نہ کچھ ہمسر نہیں معروف جہانی

سدا کار جب یہاں کے سب یہاں تک کہ محمد سا
جو ختم المرسلین تھے اور تھے محبوب یزدانی

کہو دنیا میں ہو کسکو قیام زندگی یارو
بجز ذات مقدس ذات قیوم صمدانی

محبت دور کر دنیا کی لو لگا نام حق سے
کہ یکدم نا پائیدار ہے یہ ملک سلیمانی

نہ دنیا پہ کرو غرہ نہ علم و شان پہ اے مسکین
بچاؤ اپنکو ہر دم زکید و مکر شیطانی

حضرت مولانا صاحب کو کسی سے ادنے چیز کے بھی مانگنے سے سخت نفرت ہے عمر بھر میں جب سے آپنے ہوش سنبھالا ہے کبھی کوئی چیز کسی سے طلب فرمایا حتی کہ پان سپاری پاس ہو اور چونہ نہ ہو تو کسی سے چونہ نہ مانگا بلکہ بے چونہ کے پان کھا لیا۔ ایک مرتبہ وانمباڑی بڑی پیٹ کی مسجد میں جناب حاجی مولوی عبد الحفیظ صاحب تاپوری اور مولوی سید سرور صاحب اور ایک صاحب جملہ ۳ اشخاص حضرت مولانا صاحب سے ملنے کے لئے آئے حضرت مولانا صاحب نماز ظہر

سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے ان صاحبوں سے ملاقات کر کے باتیں کرنے لگے کہ
اتنے میں سید صاحب و رفقائے علقی سے کہنے لگے کہ کیا مولوی صاحب ہم کو پان نہیں کھلائیں گے
حضرت مولانا صاحب نے فوراً ایک لڑکے کو دکان پر پیسہ دیکر روانہ کیا کہ پان سپاری لے
آئے. اس نے حاضر کیا مگر وہاں کی دکانوں میں چونہ نہ ملتا تھا. تو اب وہ لوگ
چونے کے متقاضی ہوئے تو حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ بھائیو یہاں کی
دوکانوں میں اگر چونہ ہوتا تو پان سپاری کے ساتھ وہ بھی منگوا لیتا مگر میں اب
چونہ کہیں سے مانگ کر نہیں کھلا سکتا اور میں مجبور ہوں کہ میرے مکان میں
بھی نہیں ہے بس یوں ہی بغیر چونہ کے کھائیے تو انہوں نے کہا کہ بغیر چونے
کے منہ جلتا ہے اور مزہ بھی نہیں آتا ہے اس لئے چونہ کسی کے مکان سے
منگوائیے اس میں کچھ قباحت نہیں ہے. پس حضرت مولانا صاحب نے یہ
حدیث شریف پڑھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر
رضی اللہ عنہ کو سات روز تک مسلسل یہی تاکید فرمائی. اِعْقِلْ
يَا اَبَاذَرٍّ مَا يُقَالُ لَكَ بَعْدُ یعنے اے ابوذر جو کچھ تم کو بعد کو کہا
جائے گا اسکو خوب سمجھنا. سات روز تک متواتر کہہ کے پھر فرمانے لگے کہ
اِتَّقِ اللّٰهَ فِي سِرِّكَ وَعَلَانِيَتِكَ یعنے اللہ تعالیٰ سے ڈرو ظاہر و باطن
میں ڈرا کرو یہاں تک کہ فرمایا وَلَا تَسْئَلَنَّ اَحَدًا شَيْئًا وَاِنْ
سَقَطَ سَوْطُكَ یعنے کسی سے کوئی چیز مت مانگ اگرچہ تیرا کوڑا گر
جائے یعنے تو سواری پر ہو اور کوڑا گر پڑے تو کسی سے نہ کہنا کہ اٹھا دو
بلکہ خود اتر کر اٹھا لینا اگرچہ یہ کہنا کسی چیز کا سوال نہیں ہے لیکن صورت
سوال کی ہو جاتی ہے لہذا احتیاطاً حضرت علیہ السلام نے اس سے بھی
منع فرمایا کہ سوال کا بالکل سد باب ہو جائے. اس حدیث شریف سے

مانگنے کی نہایت قباحت ظاہر ہوئی الحاصل حضرت مولانا صاحب یہ فرماتے ہیں کہ ایسے میں عجیب قدرت خداوندی نظر آئی کہ ایک اجنبی ضعیف آدمی مسجد میں آیا جس کو حاضرین میں سے کوئی نہیں پہچانتا تھا اس نے نزدیک آکر اپنی کمر میں سے حرف چونہ نکال کر رکھ دیا اور اس کی کمر میں نہ سپاری تھی نہ پان صرف چونہ ہی تھا اور اون کے ساتھ بیٹھکر پان کھایا بھی نہیں بلکہ فوراً چلتا ہوا نظر آیا۔ ماشاءاللہ عجیب شانِ ایزدی ہے کہ اپنے بندوں کو کس طرح نوازتا اور انکی حاجتیں پوری کرتا ہے کہ وہ دوسروں کے محتاج نہ ہوں بس اس مضمون کو نظم ذیل میں ایسی عمدگی کے ساتھ ادا کیا ہے کہ نہایت عبرت انگیز اور نصیحت خیز ہے

مرے حق میں ہمیشہ سے بہت لطف خدائی ہے
بلا منت کسی کے میری سب حاجت روائی ہے

اٹھانا قدر کا ہو اور جو بہا قدر کا ہو تو
بھلا یہ بات عاقل کو کبھو کس وقت بھائی ہے

ملے جب بے مانگے کرم سے حق تعالے کے
طلب کرنا مذلت ہے کہ بدتر از گدائی ہے

ندامت سے طلب کی کچھ فراموشی نہیں مجھکو
بڑی ذلت بڑی خواری طلب میں لب کشائی ہے

بہت دعوے محبت کے تو مجھ سے لوگ کرتے ہیں
بھلا دیکھیں کہ تا کب تک انکی سچی آشنائی ہے

[illegible] مسلک پہ قائم ہوں [illegible]
مرا مشرب [illegible] خدائی محبت آزمائی ہے

ہمیشہ رکھ خدا ہی سے تو اپنا کام اے سلیمن
تھمے سب مٹتے ہیں یہ شان کبریائی ہے

شہر ویلور کے متصل راماناٹ پالہ محلہ [illegible] پور میں حضرت مولانا صاحب کے وعظ ۱۳۲۱ سنہ ہجری میں کثرت سے ہونے لگے بیس پچیس لڑکے وعظ سنکر نمازی ہوئے اور لہو ولعب سے باز آکر آئندہ ایسے امور سے پرہیز کرنے کا اونہوں نے اقرار واثق کیا مگر ان میں سے ایک دو لڑکے اقرار کے خلاف عمل پیرا ہوئے تو حضرت مولانا صاحب نے اون کو طلب فرماکر یہ اشعار سنائے جو نہایت

موثر ہیں ٥

ہائے غیروں کے لئے مجھ کو یہ دنیا کیا ہے
خار و ملیں مرے یارب یہ کھٹکنا کیا ہے

بار بار اس دلِ مسکیں کو دکھانا کب ہے
بارے کہہ دیجئے مجھے آپ کا منشا کیا ہے

نیک باتوں سے تمہیں کچھ نہیں رغبت یارو
سخت دل ہوگئے ہمیشہ یہ ستانا کیا ہے

راہِ دیں صاف نظر آتی ہے روشن تم کو
آہ پھر سوئے ضلالت یہ بھٹکنا کیا ہے

کوئی جنت کو خریدے کوئی دوزخ مسکیں
حق ادا جب کیا اپنا تجھے پروا کیا ہے

تقریب عید رمضان المبارک اور تفضیلت لیلۃ القدر میں یہ نظم لکھی گئی ہے۔

بھائیو اب عید رمضان مبارک آئی ہے
سب مسلمانوں کے گھر رحمت خدا کی آئی ہے

روزہ و تراویح پہ قائم رہو با صد خوشی
کیجیو خیرات بھی خیرات کی یہ جائی ہے

جو مسلماں حکم حق پہ سر رکھے از نیم جاں
جنت الفردوس کی اسکو بشارت آئی ہے

دارِ فانی پہ نہ کچھ تکیہ کرو اے بھائیو
زہر اپنا اپنے ہی عاشق کو وہ پلائی ہے

شکر خالق ہو کہ اوسکے فضل اور احسان سے
بے نہایت دولت رمضان نے ہم پائی ہے

لیلۃ القدر آئی ہے تو بہر مانگو دعا
زخم عصیاں کیلئے یہ رات مرہم آئی ہے

خاتمہ مسکیں کا ہو اے ہادیِ خلق ایماں پہ کر
ثالث غمگیں نے یہ بس ہی دعا سکھلائی ہے

سنہ ۱۳۲۳ھ میں حیدرآباد دکن کی مسجد ہر ہفتہ میں حضرت مولانا صاحب کے وعظ لوگ نہایت شوق اور ہجوم کے ساتھ کرانے لگے حتی کہ عرصہ چھ ماہ میں ایک سو بارہ وعظ ہوئے اور حضرت مولانا صاحب کے کل وعظ اوامر و نواہی سے مملو ہوا کرتے ہیں در اصل وعظ بھی اسیکا نام ہے کہ جیسا مرض ہو ویسا علاج کیا جائے جس سے سامعین متاثر ہوکر گناہ سے تائب اور عمل نیک کی طرف راغب

ہوں اور خوف خدا اور اتباع رسول کا شوق پیدا ہو سے۔ وعظ بے اک علاج روحانی تھا۔ پہلے تو چند شخصوں نے [illegible] ڈالی۔ بعض حضرات کو جو لوا [illegible] مرتکب تھے حضرت مولانا صاحب کا وعظ ناگوار گزرا اور کچھ شکوہ میں انہوں نے زبان درازی کی تو حضرت مولانا صاحب نے انکے جواب میں یہ نظم [illegible] مسجد [illegible] مرحوم کے وعظ کے جلسے میں سنائی اور شکوہ کرنے والے حضرات کی خوب خبر لی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سب نادم اور خطا سے منفعل ہو کر حضرت مولانا صاحب کے معتقد اور سچے معتقد ہو گئے۔ اور پھر ہمیشہ وعظوں میں شوق اور خوشی سے آنے لگے ماشاء اللہ نظم بھی بڑی دلچسپ اور حسب حال زمانہ ہے۔

چلے مجھ پہ ضرب لساں کیسے کیسے
ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے

عجب سخت حالت ہے کس کس کو رو دوں
مرے اٹھ گئے قدرداں کیسے کیسے

بزرگوں کو اس طفل کی قدر کیا ہے
وہ دیکھے ہیں عالم جواں کیسے کیسے

یہ پژمردگی کی حقیقت ہی کیا ہے
کہ دیکھے ہیں وہ گلستاں کیسے کیسے

نہ سمجھا میں اپنی حالت پہ نازاں
[illegible] کیسے کیسے

ترے عشق صادق سے میرے بزرگو
کیے ہیں خدا نے بیاں کیسے کیسے

اثر تیرے قرآں کا دیکھو عزیزو
[illegible] کیسے کیسے

خدایا ترے پیارے قرآں پہ بیشک
[illegible] شیریں زباں کیسے کیسے

ہزاروں نے گمرہ نے پائی ہدایت
[illegible] کیسے کیسے

نہیں کوئی تجھ اور یارب ہمارا
[illegible] کیسے کیسے

ادھر نفس و شیطان و دنیا کی تزویر
ادھر [illegible] کیسے کیسے

ہم اپنے گناہوں سے کرتے ہیں توبہ
[illegible] کیسے کیسے

ف یعنی بڑے بڑے سخت لوگ کلام پاک کے وعظ کے سننے سے تائب ہو گئے اور راہ راست پر آ گئے ۱۲

بچا لے زاریوں سے میں ریجھے،
[illegible]
عذابوں سے اپنے بھی ہم کو بچا لے
تو نظر کرم کر کہ ناشخصوں کو اپنے

کہ چپ ہیں جو تجھ سے امان لیے کیسے
بچھڑے [illegible] کیسے کیسے
بچے تجھ سے ہیں تا صیاں نیکیے
او ہٹائے ہیں پیر و جو [illegible] کیسے کیسے

ظہور رحمت حق سے تو بہ بہ تسکیں،
ہوئے تجھ پہ ہیں امتناں کیسے کیسے،

مختصر نظم دعائیہ جو بیجاپور میں حضرت مولانا صاحب مدظلہ نے لکھی ہے

یہ تسکین پہ تجھ محسن ہو الٰہی،
کرم اور الطاف کر مجھ پہ دائم

ہر اک کار میں تیرا حسن ہو الٰہی
حفاظت بھی از کل فتن ہو الٰہی

محبوں کو تسکین بخشا کیجے
قیامت میں جنت وطن ہو الٰہی

جو میری نظم دعائیہ جملہ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ کی تضمین میں لکھی گئی ہے جس میں سید الاستغفار کا مضمون بھی ملحوظ رکھا گیا ہے نمازوں کے بعد یا جس وقت چاہیں بجناب رب باری عز اسمہ مناجات کرنے کے لئے بہت مناسب ہے۔

بندہ ہوں ترا پر جرم و خطا
تجھ سے ہمیشہ ہے یہ دعا،
ہوں غرق معاصی مدت سے
یہ عرض ہے تجھ سے صبح و مسا

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
امید ہے تیری رحمت سے
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ

سه زیغ - کجی - ران - زنگ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ (آل عمران ع) وَقَالَ کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ ۔ (سورہ تطفیف)

اے اللہ تو رب میرا ، پیدا مجھ کو تو نے کیا
عاصی بندہ ہوں تیرا ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
تیرے عہد و وعدہ پر ، قائم ہوں میں اے داور
مجھ سے ممکن ہے جتنا ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
دائم تھا میں غفلت میں ، شیطاں کی رہا میں الفت میں
سائل ہوں میں اب شاہا ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
خطاؤں سے خالی اے اللہ ، مجھ پہ نہ گذرا کوئی لمحہ
نظر کرم کی اب فرما ، رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
عابد کا وسیلہ ہے طاعت ، زاہد کی نظر ہے جنت
ہے تجھ پہ بھروسا مسکیں کا
رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ

تیسری نظم دعائیہ ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا صاحب کے وعظ لشکر بنگلور میں جس وقت نہایت پُرجوش و پُراثر ہو رہے تھے اور لعل مسجد میں بھی (جو گاؤ قصابوں کی کہلاتی ہے) چھ وعظ قرار پائے تو حضرت مولانا صاحب نے آخری وعظ میں پڑھنے کے لئے یہ آخری دعا نظم فرمائی چنانچہ اس موقع پر پڑھی بھی گئی تھی جبکہ ہر شعر پر سامعین کی زبان سے لفظ آمین نکلتا تھا۔ ۵

مری آہ کو کب اثر ہو الٰہی ، مدینہ کا مجھکو سفر ہو الٰہی
رہیں ساتھ احباب سارے ہمارے ، برادر بھی مادر پدر ہو الٰہی
مبارک وہ دن ہو مجھے کب میسر ، مرا سر ہو کعبہ کا در ہو الٰہی
ہزاروں کو تو نے مدینہ بسایا ، مرا بھی مدینہ میں گھر ہو الٰہی

چلی آتی ہے تیغ اعدائے دیں کی — ترا فضل میرا سپر ہو الٰہی

ہمیشہ ہوں وعظ و نصیحت کے جلسے — ہمیں نیک و بد سے خبر ہو الٰہی

بھلائی کی رغبت ہو دلمیں ہمارے — برائی سے ہم کو حذر ہو الٰہی

کلام مبارک ترا جب سنیں ہم — ہمارے دلوں پر اثر ہو الٰہی

نمازی سے آباد ہوں مسجدیں سب — ترا دل میں خوف و خطر ہو الٰہی

بھلائی ہمیں آخرت کی ہے کافی — نہ دنیا میں گو سیم و زر ہو الٰہی

یہ گلزار مجلس کا تیرے کرم سے — درخت مُنا بارور ہو الٰہی

رہیں سب مسلمان با تحد اخوان — نہ آپس میں فتنہ نہ شر ہو الٰہی

مددگار دین کا ہو تیری مدد میں — عدو اس کا زیر و زبر ہو الٰہی

تمامی زن و مرد کی مغفرت ہو — بھی عقبیٰ میں جنت مقر ہو الٰہی

وہ نور معظم تری معرفت کا — مرے قلب میں جلوہ گر ہو الٰہی

اُٹھائے میں پیر و جوانی تمنا لیے — ہماری دعا پر نظر ہو الٰہی

تحیاتِ بے حد ز مسکین غمگیں — ترے پاک محبوب پر ہو الٰہی

خاتمہ از جانب حضرت مصنف علام مدظلہ تعالیٰ

شکر للہ قصائد مسکین — ختم پائے ز فضل رب متین

ان قصائد کا باعث تحریر — حب احمد سوا کچھ اور نہیں

نام سے کچھ نہیں ہے کام مجھے — نہ تمنائے مدح اور تحسین

میرے حق میں دعائے خیر کریں — وانما [illegible] بالمسلمین

خاتمہ سب کا ہووے ایمان پر — اور بہشت بریں مقام آمین

سہ آرزوؤں کا جھاڑ پھل لائے یعنے آرزوئیں پوری ہوں ۔

تتمہ در مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات تضمین قول غفار وقنا ربنا عذاب النار از جانب مولانا استاذنا حضرت مسکین مدظلہ العالی۔

اے خدائے کریم و اے ستار
بخش مجھکو کرم سے اے غفار
میرے عصیاں کا کچھ نہیں ہے شمار
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

ہوں گنہگار باطن و ظاہر
کیجے ستر جمیل کا اظہار
تو ہے غفار و قادر و ساتر
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

دائما تھا میں فسق و عصیاں میں
اب دعا تجھ سے ہے یہ لیل و نہار
اور تھا حب نفس و شیطاں میں
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

اے خدا ہم فقیر تو ہے غنی
روز و شب ہم یہ بولتے ہیں پکار
کس طرح ہم ہوں تجھ سے مستغنی
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

تھا خطا وار میں بہر ساعت
اب پشیماں ہوا ہوں آخر کار
کاہلی تھی مدام در طاعت
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

جرم و عصیاں کا بخشنے والا
روز و شب ہے وظیفہ استغفار
نہیں تیرے سوا کوئی [illegible]
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

تو نے وعدہ کیا ہے در قرآں
مخلف اس کا نہیں ہے تو زنہار
کہ میں بخشوں گا سب کے سب عصیاں
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

لوگ شاہوں کو دیتے ہیں تحفہ
تحفۂ عاجزی ترے دربار
میں نے حاضر کیا اے شاہنشہ
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

اپنے فضل و کرم سے اے اللہ
لوگ سوتے ہیں بندہ ہے بیدار
کیجئے مجھ پہ اب کرم کی نگاہ
وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

وَمَن يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ۔ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۱۲

اے خدا ہم گنہگاروں کو   تجھ سے قطع امید کیونکر ہو
تجھ سے ہے التجا یہی ہر بار   وقنا ربنا عذاب النار
فضل سے اپنے رحم کر دیجو   جرم مسکیں پہ مت نظر کیجو
ہے کرم ہی کرم کریم کا کار   وقنا ربنا عذاب النار

قطعہ تاریخ اختتام وطبع حصول التسکین از راقم ہیچمدان عبد ہ محمد مزمل عفی اللہ عنہ الرحمان

شکر خدا اتمام کیا اس کتاب کو   ہر ایک شعر قابل تحسین ہے بیگمان
ہر اک قصیدہ خوب سے بڑھ بڑھ کے ہی لکھا   تکلیف بھی اٹھائی ذری جان پر میاں
شوال میں جو میں نے شروع اسکو ہے کیا   دس دن میں ختم ہوگئی مسکین کی داستاں
استاد میرے مولوی ہادی بزرگ ہیں   فیاض خلق واعظ وعلامۂ زماں
سر درد کا اڑکے مزمل برائے سن   لکھدیجئے قصائد مسکین خوش بیاں
۱۳

قطعہ تاریخ طبع رسالۂ ہٰذا از عالیجناب مولانا الحاج الحافظ استاذی مولوی
ابو سعید محمد عبد الہادی صاحب دام مجدہ

جب مزمل نے رسالہ یہ لکھا   ہوئی خواہش کہ لکھے سن مسکین
لب اخلاص سے مسکین نے کہا   ہے چھپا خوب حصول التسکین
۱۳

ایضاً از طبع ادمعید لیاقت مخزن فصاحت حضرت غلام محمد صاحب شوکت
مالک مطبع شوکت الاسلام بنگلور

عبد ہادی مولوی الحاج والا احترام   بہرہ ور جس سے ہوئی ہے امت خیر الانام

عہ لفظ قصائد میں یا کے عدد نہ لیں بلکہ اس کے عوض میں ہمزہ کا عدد ایک محسوب کریں

آپکے بحرِ معانی سے ہیں گوہر دستیاب ‏ ‏ اک اک ملتا ہی رہتا ہے مئے وحدت کا جام
آپکے پند و نصائح آپکا شیریں بیاں ‏ ‏ آپکی تقریر عمدہ آپ کا اچھا کلام
آپ سے ہوجاتی ہے تسکین قلبِ مضطرب ‏ ‏ آپ سے بنگلور میں جاری ہوا ہے فیضِ عام
آپ کی تصنیف دیکھی دل ہوا ہے باغ باغ ‏ ‏ بلبلِ باغِ معانی ہوگیا ہے شادکام
انہیں تو آپکے تلمیذ نے ترتیب دی ‏ ‏ ہوگیا طبعِ قصائد کا ہر ایا انتظام
پڑھکے دیکھیں اسکو شوکت خوب ہے باب خرد ‏ ‏ یہ رسالہ ہوگیا مقبولِ عالم فضلِ عام

ایضاً از طبع زاد جناب منشی محمد عبد الخالق صاحب توثیق

بارک اللہ رسالۂ مسکین ‏ ‏ ہمنے دیکھا کمال مسکین ہے
غور سے پڑھ کے دیکھیں یکبار ‏ ‏ آپ سے یہ سوال مسکین ہے
حمدِ حق نعتِ احمدِ مرسل ‏ ‏ خدمتِ قوم حال مسکین ہے
لکھ دو توثیق سال نیک آل ‏ ‏ بوستانِ خیال مسکین ہے

ولہ

شاداب ہوگیا ہے کیا خوب باغ مومن ‏ ‏ ہر ہر سخن سے ہے عیاں ہی ایاغ مومن
ضمیر تماشا دیکھا توثیق نے کہا یوں ‏ ‏ مسکین کے قصائد کیا ہیں چراغ مومن

ایضاً بجستہ کلک عنبر زبان محمد رحمت اللہ خان طالب علم تلمیذ حضرت مصنف

افضال خیر البشر نے پائے ‏ ‏ کیا اپنے ہوں اور کیا پرائے
پر امتِ احمدی پہ اس نے ‏ ‏ احسان کئے لاکھ ہیں جتائے
اولیٰ ہے یہی کہ آشیانوں میں ‏ ‏ عشاقِ رسول جو ہیں پائے
اعنی وہ حضرت مسکین ‏ ‏ مسکین کے قصائد میں چھپائے

ان حسن طبع کا وصف کیا ہو
ہر موقع وہ شعر کا بھی آنا
پڑھنے سے عشق کے گل و خار
برجستہ یہ طبع کا کہا سال

جب حسن ہی بے نقاب آئے
سونے پہ سہاگہ ہیں جڑ آئے
کیا دل میں کھلائے اور چھپائے
گل نعت کے خوب ہیں کھلائے

۱۳۴۰

از قلم محمد عبد اللطیف مولانا خلف الصدق حضرت غلام محمد صاحب شوکت، مالک مطبع شوکت الاسلام بنگلور

بفضل حق لطف احمد ذیشان
راہ دکھلا دی سیدھی ہادی نے
گوہر آبدار محمد شوکت
ہم نے دیکھے قصیدہ [illegible]
گل تو اس میں ہیں معانی کے
گنج خوبی ہے اس کا ہر ہر لفظ
لکھ دو تاریخ طبع مولانا

اہل اسلام ہوگئے شاداں
عالم حکمت دان فصیح لسان
حامی دین حافظ قرآن
مدحت و نعت کا ہے یہ بستان
قصیدہ نعت کا ہے عجیب بیاں
[illegible] دیکھیں طالب ایماں
[illegible] زیب زباں

از رشک گہر سلک جناب سید احمد صاحب [illegible] سید احمد جعفر شوکت بنگلوری

باغ نعت مصطفے ہے پر بہار
ماہر قرآن و تفسیر و حدیث
واقف احکام محبوب خدا
واعظ اسلام و امت [illegible]
دیکھی تقریر سے تحریر سے

داستان [illegible] ہزار
[illegible] مولوی عالی وقار
مخزن اسرار حق والا تبار
آپ کے احسان ہیں ہم پہ بے شمار
دور ہوتا ہے معاصی کا غبار

ہمنے بھی دیکھے قصائد آپ کے	مرحبا مرغوب و دلکش خوشگوار
لکھو حضرت طبع ثانی کے لئے	سن یہ اکسیر الانا مدار

تقریظ جناب ہمت صفت شوکت الاسلام صاحب بنگلور

عالیجناب مخدوم قوم مولانا مولوی الحاج قاری حافظ واعظ اسلام حضرت عبدالہادی صاحب المتخلص بہ مسکین دام لطفہ و فیضانہم کے قصائد جو سنہ ۱۳۲۵ھ میں مطبوع ہو چکے تھے اور مقبول عام ہوئے آپکی شیریں بیانی و سخن سنجی ان قصائد سے ظاہر ہے مولانا نے اپنے قصائد اس وقت میں لکھے جبکہ آپکو شاعری سے کم دلچسپی تھی مگر آپکے علم و فضل نے بالکل اچھوتے مضامین نکالنے میں کو پیچھے نہ رکھا گو کہ آپ جنوبی ہند کے باشندے ہیں مگر آپکے علم کے شوق نے آپکو ان دور دراز مقامات پر پہونچایا۔ جہاں علم کے دریا بہ رہے تھے غرض ہے کہ آپ ان دریاؤں سے قطرہ گوہر بار لیتے ہوئے آئے ہیں مگر قصائد کی اشاعت قبل از سیاحت تھی۔ قصائد کے مطالعہ سے آشنا تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ... کی بلند خیالی کو کام میں لایا ہے اور آپکے وسیع معلومات کو برائے افادہ عام مختصر پیرایہ میں ادا کر دیا ہے نعت پیغمبر مرسل، بے ثباتی دنیا۔ پند و نصائح۔ اشتیاق دینداری۔ غرض ایسی ہی مفید باتوں سے آپ کا کلام بھرا ہے۔

آپکے یہ قصائد جو اب سر نو طبع ہوئے ایک نسخہ پیش نظر ہیں۔ آپکے شاگرد رشید مولوی محمد مزمل صاحب نے ان قصائد کی شان تحریر میں وضاحتاً لکھا ہے کہ کن مواقع اور ... قصائد تحریر کئے گئے ہیں جو قصائد ... قابل دید تصنیف ہے۔ ہم اسکے متعلق کیا کہیں اور کیا کہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

محمد ... بالظاہر عرف مولانا

ضمیمہ کتاب حصول المشتاقین فی قصائد المسکین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا
محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

فقیر حقیر بندہ اثیم محمد عبد الکریم طالب علم انجمن اسلامیہ کاورم پیٹ ضلع محبوب نگر
علاقہ حیدرآباد دکن جمیع برادران اسلام کی خدمت میں التماس کرتا ہے کہ ۱۳۴۲
ماہ ربیع الاول کے شاندار جلسوں میں وعظ فرمانے کے لئے جب حضرت مولنا و مرشدنا
الحاج ابو [illegible] محمد عبد الہادی صاحب محدث دکن
[illegible] اعلیحضرت میر عثمان علیخان خلد اللہ ملکہ
[illegible] تشریف لیجانے لگے تو باسعادت و صحبت باکرامت
حاصل کرنے کے لئے قطب الدین عرف صاحب بادشاہ
حیدرآبادی و محمد جعفر خان و محمد ادریس صاحبان اور خصوصاً میرے
ہم سبق طلبہ محمد عباس و محمد اسمعیل خان و محمد عبد الرحیم بجا ہے
استاد و مولانا مولوی محمد منور علی صاحب سوداگر نامدار جناب مکرم محمد عبد الحق
صاحب معتمد انجمن وغیرہ منتظمین کا ارادہ ہے لیکن میری خوش قسمتی و سعادتمندی
اور حضرت مرشد مدظلہ کی خاص توجہ تھی کہ مجھ خاکسار ذرہ بے مقدار اور
محمد عبد الکریم صاحب مدراسی کو ہمرکابی کا شرف بخشا گیا اور ۲۳ ماہ مذکور کو ۱۱ بجے
مدراس پہونچے اور احاطہ مسجد والاجاہی کے وسیع پنڈال میں ۲۴، ۲۵، ۲۶
ماہ ربیع الاول تین روز متواتر بڑے شاندار جلسے منعقد ہوئے اور ہر جلسہ

میں مجھ خاکسار سے قرآن مجید اور قصائد نعت نبی پڑھا کرتے اور سامعین بہت
مسرت کا اظہار کیا کرتے تھے اور بعد اس کے مشہور و نامور شعراء جناب افسر الشعراء
منشی النصیر الدین صاحب نیچرؔ و جناب حکیم سید شاہ محمد صبغتہ اللہ صاحب حسینی نور۔
و جناب امیر الشعراء نواب محمد منور صاحب بہادر رگوہر ہر جلسہ میں اپنی اپنی دلچسپ
و بے نظیر نظموں سے سامعین کو محظوظ و مسرور فرماتے رہتے اور مقامی واعظین میں سے
مولانا مولوی سلطان الواعظین سید شاہ محی الدین بادشاہ صاحب قادری نائب
متولی مسجد والاجاہی و جناب محترم مولانا الحاج مولوی خلیل الرحمن صاحب قادری بہاری
و جناب مولوی مفتی محمد حبیب اللہ صاحب مولوی حکیم محمد عبد الرحیم صاحب اور
جناب مولانا الحافظ الحاج مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ العلماء دہلوی کو بھی
جو اتفاقاً تشریف لائے ہوئے تھے اپنے اپنے مواعظ حسنہ سے سامعین کو متاثر فرمانے کا
ایک ایک موقع دیا گیا اور دو جلسوں میں بطفیل حضرت کے مجھ ہیچمدان کو بھی
تقریر کرنے کا موقع نصیب ہوا گو کہ میں نے کاورم پیٹ۔ موسی پیٹ و
محبوب نگر وغیرہ میں اپنی تقریریں سنائی تھیں مگر وہاں مجمع دو سو تین سو اور
زیادہ سے زیادہ پانچ سو کا تھا لیکن الحمد للہ ایسے شاندار جلسہ میں جب میں تخمیناً چار ہزار
آدمی اور کئی علماء موجود تھے یہ پہلا موقع تھا کہ مجھے تقریر کرنے کا اتفاق ہوا۔
اول تو مجھے اس مجمع عظیم الشان کو دیکھ کر ہیبت سی طاری ہوئی مگر بزرگوں کے
طفیل اور حضرت مرشد معظم مدظلہ العالی کی دعا کی برکت سے باطمینان تمام
تقریر کو اس خوبی سے ختم کیا کہ ہر سمت سے صدائے مرحبا و آفرین بلند ہونے
لگی اور ہر شخص مجھ سے محبت کرنے لگے اور ہمارے پیر و مرشد مولانا مولوی
محمد عبد الہادی صاحب محدث دکن مدظلہ نے متواتر تین جلسوں میں چار
وعظ فرمائے۔ ہر وعظ دو گھنٹے ڈھائی گھنٹے کا ہوا کرتا تھا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ

کی تعظیم و توقیر اور اتباع سنت کی ضرورت نہایت مدلل پیرایہ میں اس طرح بیان
فرمائی کہ قلوب سامعین ہل گئے اور اثنائے بیان میں پردۂ نسواں کے متعلق بھی
کافی و دل نشین بحث کی جس سے جملہ سامعین بیحد متاثر و مسرور ہوئے۔ اور فضیلت
علم و علمائے باعمل و نماز و جماعت و مذمت علمائے بے عمل و بے نمازان و ترغیب
تجارت و ضرورت صنعت و حرفت و حالات صحابۂ کرام و انبیاء علیہم السلام کے متعلق
نہایت زبردست و دلپذیر و پُرتاثیر وعظ بڑے جوش کے ساتھ فرمائے اور
وہ وہ عمدہ و نادر نصائح بیان فرمائے کہ سامعین متحیر ہوگئے اور آخر تک محو سماعت
بنے رہے اور آخری جلسہ میں آیۂ فلا وربک الخ تلاوت فرماکر اسکی تفسیر نہایت
وضاحت کے ساتھ سنائی طرز بیان ایسا دلچسپ اور درد انگیز تھا کہ قلوب سامعین
پر رقت طاری ہوئی ماشاء اللہ حضرت قبلہ کا طرز بیان اور دردناک لہجہ و خوش
الحانی میری کیا زبان کہ توصیف کر سکوں کل مسلمانان دکن و دیگر ممالک ہندوستان
و بہار و حرمین شریفین آپ کے مواعظ بے نظیر و نصائح پر تاثیر و شیریں بیانی و
خوش الحانی کے قائل اور مداح و ممنون و شکر گزار ہیں۔ مذکورہ جلسوں میں مشتاقین
وعظ دور دور سے اور بعض حضرات دس بارہ میل کی مسافت طے کرکے شریک
ہوئے تھے اور ہر جلسہ کے اختتام پر حضرت مدظلہ العالی نے حسب عادت خصوصاً نظام
خلد اللہ ملکہ الی یوم القیام و نواب پرنس آف ارکاٹ و اراکین جلسہ و صدر
انجمن عید المیلاد و جملہ حاضرین و دیگر مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی اور چونکہ میں ہر جلسہ میں
اکثر حضرت مرشد مدظلہ العالی کے قصائد ہی پڑھا کرتا تھا جن کے مضامین سنکر لوگ بیحد
متاثر ہوا کرتے تھے لہذا جلسہائے مواعظ کا اختتام ہوتے ہی احباب نے حضرت مدظلہ کے
قصائد نقل کر دینے کا تقاضہ شروع کیا۔ چنانچہ مولانا الحاج الحافظ مولوی احمد سعید صاحب
دہلوی ناظم جمعیۃ العلماء نے حضرت مدظلہ کا قصیدہ "الٰہی کب مری اس آہ و زاری کا اثر ہوگا"

الغرض اسی جلسہ میں مجھ سے نقل کرا لیا اور چند اصحاب نے بھی کئی قصائد لکھوا لئے اور
پھر بھی بہت سے تقاضے باقی رہے پس یہ حالت دیکھ کر حضرت قبلہ کے معتقدین نے یہ
رائے ٹھہرائی کہ حضرت ممدوح کے قصائد طبع کرا دئے جائیں تو نہایت مناسب ہے پس میں نے
حضرت ممدوح کے قصائد جو ۱۳۲۳ھ میں **حصول التسکین فی**
قصائد المسکین کے نام سے بنگلور میں طبع ہوئے تھے اسی کو
بار ثانی طبع کرا دینے کا اہتمام کیا مگر چونکہ طبع کتاب مذکور کے بعد بھی چند قصائد و تخمیس
وغیرہ حضرت مدظلہ العالی کی دستیاب ہوئیں ان کو بھی اسی کتاب کے آخر میں بطور
ضمیمہ اضافہ کر دینا انسب سمجھا تاکہ افادۂ اتم و فائدۂ تام ہو اور بہت سے تاریخی
قطعات متعلق حیات و ممات اور متفرق اشعار و ابیات وغیرہ بھی دستیاب ہوئے جو
بخوف طوالت درج نہیں کئے گئے۔ اور اس ضمیمہ کا طرز تحریر بھی اصل کتاب کے
طرز پر ہی رکھا گیا۔ ناظرین کرام سے امید ہے کہ مجھ خاکسار ذرۂ بے مقدار کے
حق میں دعائے خیر فرمائینگے اور اگر کہیں سہو و خطا نظر آئے تو اصلاح فرما کر مجھے
معاف کرینگے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

میں ہوں حضرت مرشد مدظلہ العالی

کا ادنیٰ خادم

محمد عبد الکریم

سکا دوم پیش طالب علم مدرسہ انجمن اسلامیہ

سلخ ماہ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ

روز چہار شنبہ

قصائد

عالی جناب نواب فصاحت جنگ بہادر یعنے حضرت حافظ جلیل صاحب جانشین حضرت امیر مینائی کا ایک قصیدہ کلام جلیل میں نظر آیا جس کا مطلع ہے

جسے یہ دل میں الہی خیال احمد کا ۔ کہ روز خواب میں دیکھوں جمال احمد کا

تھا تو بے ساختہ اسی ردیف و قافیہ میں حضرت مولانا و مرشدنا مدظلہم العالی نے یہ قصیدہ رقم فرمایا۔

ہے کون ایسا کہ پہچانے حال احمد کا ۔ کلام حق ہے حقیقت میں قال احمد کا

بشر میں جن میں ملک میں تمام خلقت میں ۔ ہوا نہ کوئی نہ ہوگا مثال احمد کا

بروز حشر شفاعت کو درگہ حق میں ۔ اٹھیگا دست یمین و شمال احمد کا

حقیقت آپ کی کیونکر وہ جانے ہو جسکو ۔ تسلی خواب میں پاکر وصال احمد کا

الہی تجھ سے ہے مسکین کی دعا ہر دم
کبھی نہ دور ہو دل سے خیال احمد کا

۱۳۲۲ھ ماہ رمضان شریف جب حضرت مولانائے ممدوح شولاپور تشریف لیگئے تو ایک روز مولوی سید احمد صاحب بن عالیجناب مولوی حافظ سید عبدالرزاق صاحب دام فیضہ نے ذکر کیا کہ یہاں آجکل ایک نئی انجمن شعرائی بھی قائم ہوئی ہے جس کا میں مہتمم ہوں اور ہر مہینے ماہانہ جلسہ ہوا کرتا ہے اور مشاعرہ بھی ہوتا ہے تو حضرت نے اس ماہ کے مشاعرہ کا مصرعہ طرحیہ دریافت فرمایا تو ع۔ "اٹھاتا ہے قیس بھی لوہا مری زنجیر کا" تبلایا پس اوسیوقت مصرعہ مذکور پر یہ نظم لکھی

لہ بفتح بر وزن کمال بمعنی انباز و ہمتا از مدار و برہان و کشف و جہانگیری و در برہان مسطور است کہ این لفظ بضم اول نیز آمدہ ۱۲ غ

گئی جس کو سید صفا مذکور نے مشاعرہ کی روئداد میں طبع کرانے کے لئے پونہ روانہ کیا

ہے نہیں ممکن مٹانا نقشہ تقدیر کا ۔۔۔ سب یہ غلبہ ہے یقین تقدیر کی تحریر کا
عقل افلاطون بھی دو ہاتھ ملتی رہ گئی ۔۔۔ زور کچھ چلتا نہیں تقدیر پر تدبیر کا
قسمت مبرم ہے اٹل عندہ ام الکتاب ۔۔۔ ہے مگر حکم معلق مستحق تغییر کا
کیا مسلمانی رہی باقی بت سفاک کی ۔۔۔ شرع احمد سے عقیدہ جب نہ ہو توقیر کا
پیر میں میرے پڑی زنجیر ایسی شرع کی ۔۔۔ ماننا ہے قیس بھی لوہا میری زنجیر کا
موت آئی سر پہ جب درویش کیا اور کیا غنی ۔۔۔ فرق کچھ ہرگز نہیں اسمیں جوان و پیر کا
شاہد ہے بت پرستی کا یقین تصویر میں ۔۔۔ اسلئے ہے منع رکھنا شرع میں تصویر کا
سیکڑوں آئے ہدایت پر سماع وعظ سے ۔۔۔ یہ کرشمہ ہے کلام اللہ کی تاثیر کا
کچھ جھلک باقی ہے دین کی اب شہر شولاپور میں ۔۔۔ جابجا ہے مسجدوں میں زمزمہ تکبیر کا
انجمن شعرا کی بھی قائم ہوئی ہے آجکل ۔۔۔ سید احمد کو تصور جسکی ہے تشہیر کا
اتفاقاً پرچہ مجموعہ اشعار بھی ۔۔۔ اک نشانہ بنگیا میری نظر کے تیر کا
میں نے دیکھا مصرعہ طرحی تھا اسکا یہ لکھا ۔۔۔ ماننا ہے قیس بھی لوہا مری زنجیر کا
فی البدیہہ یہ لکھے ہیں شکستہ شعر چند ۔۔۔ قصد اسپر ہوگیا جب مختصر تسطیر کا
شکر حق ہے شاہ عثمان حاکم ملک دکن ۔۔۔ جسکو ہے ہردم تصور شرع کی تنویر کا

ٹ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب یعنے اللہ پاک لوح محفوظ میں سے جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور ام الکتاب یعنے اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔ پس تقدیر دو قسم کی ہوئی ایک تو مبرم جسکو اٹل کہتے ہیں ہرگز نہیں بدلتی۔ اور دوسری معلق جو بدل جاتی ہے۔
اسکی تفصیل علمائے کرام سے دریافت کرکے سمجھیں ۱۲

حامی دین متین ہے ماحی کفر و ضلال
یاد جس سے آگیا ہے عہد عالمگیر کا

خوش ہے جس سے شاہِ دکن اور ملک بھی آباد ہو
ہے یہی مقصود ہر دم ہر جوان و پیر کا

اگرچہ میں مسکین ہوں پر خادم اسلام ہوں
شکر حق ہے جابجا شہرہ مری تقریر کا

۱۳۴۲ ہجری میں جب حضرت مرشدی حسب فرمان سلطان دکن **میر عثمان علی خان خلد اللہ ملکہ** مجالس میلاد النبی میں اپنے مواعظ حسنہ سے خلق اللہ کو مستفیض فرمانے کے لئے مدراس تشریف فرما ہوئے تھے۔ اس وقت آغاز وعظ سے پہلے پڑھنے کے لئے یہ نظم رقم فرمائی جسکو متعدد مجالس میں لوگوں نے بڑے شوق سے پڑھا۔ اور سامعین بے حد مسرور ہوئے۔

کیا محفل مبارک دین نبی ہے آج
رحمت خدا کی مومنو اتری ہوئی ہے آج

ہر سمت سے خوشی کی صدا آ رہی ہے آج
سب مومنوں کے قلب پہ بےحد خوشی ہے آج

جنت تو مومنوں کو لٹی جا رہی ہے آج
پڑھئے درود مومنو پھر کیا کمی ہے آج

احکام دین صدق قلبی سے مان لو
طاعت خدا رسول کی لازم ہے جان لو

ایمان کا قلوب میں اپنے نشان لو
جنت کا اسکے بدلے میں عالی مکان لو

رحمت خدا کی کیا ہی لٹی جا رہی ہے آج
پڑھئے درود مومنو پھر کیا کمی ہے آج

افضال ایزدی سے مبارک یہ وقت ہے
سنئے جو آئے وعظ بڑا نیک بخت ہے

ہو جائے نرم وعظ سے دل جسکا سخت ہے
ایمان کا اس سے سبز ہمیشہ درخت ہے

جنت کی خوشگوار ہوا آ رہی ہے آج

پڑھیئے درود مومنو پھر کیا کمی ہے آج

اللہ کا یہ ہم پہ کرم ہے بہت بڑا
جو اس نے ہم کو امت خیر الوریٰ کیا
ہر طرح سے طریق ہدایت بتا دیا
گمراہ ہم اگر ہوں ہماری ہے یہ خطا

اللہ کی کتاب پڑھی جا رہی ہے آج
پڑھیئے درود مومنو پھر کیا کمی ہے آج

بدبخت ہے وہ جو کہ نہ خوف خدا کرے
قرآن اور حدیث اثر اسکو کیا کرے
مسکین تو اسپہ اپنا دل و جان فدا کرے
اسکو بچاؤ اسمیں بھلا چون چرا کرے

کیا زینت و بہار کی محفل بنی ہے آج
پڑھیئے درود مومنو پھر کیا کمی ہے آج

یہ نظم جلسہ جشن میلاد مبارک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھنے کے لئے شولاپور میں مرقوم ہوئی ۔

آج ہر ذرہ منظر ہے کیا ہے
فضل حق کا ظہور ہے کیا ہے
ہر طرف نور نور ہے کیا ہے
خلق یہ سب سرور ہے کیا ہے

کس لئے آج لوگ ہیں شاداں
واہ کیا ہے جلسہ باشان

ایک طرف اہل علم ہیں فرحاں
ایک طرف ہیں سخنوران زمان
ایک جانب ہیں نعت و قصائد خواں
یکطرف قاریان خوش الحان

آئے ہیں قرب و دور سے اصحاب
بیٹھے ہیں خوشگوار شیخ و شاب

واہ کیا مومنوں کی ہے محفل
جسمیں خورد و بزرگ ہیں خوش دل
برکتیں سب کو ہیں یہاں حاصل
رحمت حق بھی ہے یہاں نازل

جشن میلاد مصطفیٰ ہے یہ
بزم اذکار با صفا ہے یہ

مژدہ ہو مومنو نہایت ہر بار ہے کھلا باب رحمتِ غفار
توبہ کیجو گنہ سے لیل و نہار رکھو ہر دم وظیفہ استغفار

وعظ علمائے دین بھی سن لو
اور اس پر عمل بجا لاؤ

اے خدائے کریم یہ مسکین ہے بہت عاجز و مریض و حزین
فضل و رحمت ہو تیری اسکے قریں اور سب مومنوں کے بھی آمین

نکلے سب کی زبان سے یا اللہ
مرتے دم لا الٰہ الا اللہ

روایت میں آیا ہے کہ چودہ انبیا علیہم السلام مختون پیدا ہوئے ہیں ان سب کے اسمائے مبارکہ کو حضرت مرشدی مدظلہ العالی نے نظم میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ یاد کرنے میں آسان ہو۔

ہوئے چودہ نبی مختون پیدا محمدؐ اور آدمؑ شیثؑ و موسیٰؑ
سلیمانؑ اور زکریاؑ بھی یوسفؑ بھی نوحؑ و ہودؑ و صالحؑ لوطؑ و عیسیٰؑ

شعیبؑ و حنظلہؑ بس یاد کر لو
اے مسکین ہوگئے ہیں سب یہ چودہ

حضرت مرشدنا مدظلہ العالی ابھی کم سنی میں جب مدرسہ مفید عام وانباڑی (علاقہ مدراس) کا فارسی مدرس تھے۔ اور عرصہ ڈھائی سال تک اس منصب جلیل کو استقلال و جاں فشانی کے ساتھ بخوبی انجام دیتے رہے۔ اس کے بعد سنہ ۱۳۱۷ ہجری میں اہل جماعت بڑی پیٹ وانباڑی نے بنام مدرسہ

رشید یہ ایک دوسرے مدرسہ کا افتتاح کرکے حضرت ممدوح کو اس کے صدر المدرسین ٹھہرایا تو حضرت مدظلہ نے مولنا الحاج مولوی فقیہ عبدالرحیم صاحب ناظم مدرسہ مفید عام کی خدمت میں اس مضمون کا منظوم استغنا پیش فرمایا جس میں حالات مدرسہ کا اجمالی خاکہ بھی اتار دیا گیا ہے۔

اولاً حمد ثنا در یزدان — بعد نعت سید اکوان

عبد ہادی مدرس نادان — میکند عرض از بنان و زبان

فیض ہائے کز و شدہ حاصل — طلبہ را از جہت رحمان

ہست برکات حضرت ناظم — آن ہمہ بیشک اے مسلمانان

نام پاک است حاج عبد رحیم — معدن جود و منبع احسان

مشفق و مہربان بہرین قدوی — دائما بود و نیز فیض رسان

علم و فہم و کمال فضل و تقا — ہست در ذات آن جلیل الشان

زینت مدرسہ بذات ہمہ — اوست قمر و نجوم استادان

گلشن مدرسہ مفید عام — یافتہ زو بہار چون بستان

مدرسہ چیست گلشن علم است — باد شمس فیوض او تابان

درس فقہ و حدیث صرف اصول — میشود یک طرف بغیر گمان

بہر تدریس آن مسلم ہست — عالم بے ریا فرید زمان

ذات او جامع فروع و اصول — مفتی دین عزیز پیر و جوان

عالم باکمال عبد مجید — ہست با نام او خطاب خان

فارسی درس و درس اردو ہم — درس ابجد و درس قرآن

میشود بر مقام خود ہر یک — بر قواعد مدرسہ بہ بیان

ہست تعلیم مشق یک جانب — ہست یک طرف قرات قرآن

گلستانی هست مدرسه گویا — طلبه اش بلبلان خوش الحان
اوستادان شفیق بر طلبه — طلبه بر اساتذه قربان
بحر علم است مدرسه ای — کودکان همچو لؤلؤ و مرجان
وصف هست این یکی ز اوصافش — یاد دارید از من ای اخوان
بر چنین مدرسه و استادان — هست تحسین و مرحبا هر آن
کار جزئی است آنچه می بینی — کار کلی است در رقت در نهان
قول من گر دروغ پنداری — یا به سنجم طلب کنی برهان
ای برادر بیایی با اخلاص — بنگری شان مدرسه شادان
آه مسکین چه خطا کردی — دور گشتی ازین چنین بستان
گلشنی مثل این کجا باشد — که بیابی چنین بهارستان
خیر قسمت اگر شود یاور — پر ز اثمار آن کنی دامان
دست بر دار بنده مسکین — ختم کن این بیان و ناگویان
ناظم مدرسه و ارکانش — طالبان علوم و استادان
ناصران و معاونان همام — این همه را ببخش ای یزدان
همگنان را ز آفت دارین — دار محفوظ ای خدای جهان
رحمت خود به فضل خود می کن — یا الهی نثار بر ایشان
طلبه را بده چنان توفیق — تا کنند اکتساب علم و دران
بهر تحصیل علم ایشان را — دور دار از وساوس شیطان
داشته استوار بر ره راست — بهر از این جهان مع الایمان
دار مامون از عذاب جحیم — کن مشرف ز جنت و رضوان
استجب یا مجیب دعوات — این دعای فقیر بیسامان

قطعہ تاریخ مستعفی شدن خود از منصب رئیس مدرسہ مذکور

اے مومنانِ ذوی شعور — بندہ کہ ہست اندر حضور
بودہ است در ایں مدرسہ — از رحمتِ ربِ غفور
در درجۂ دوم یقیں — از فارسی با صد خوشی
دو سال وشش مہ اندراں — بودہ روان شد بے قصور
مسکین بندہ حال خود — دید و بگفتہ پُر الم
بندہ یقیں خارج شدہ — از خانۂ علم و شعور

سنہ ہجری میں قصبۂ میلوشارم کے چند اہل خیر تجار نے ایک یتیم خانہ قائم کرنیکی تجویز کر کے اس کے انتظام اور اس کے جلسہ میں وعظ کرنے کیلئے حضرت مرشد مدظلہ العالی کو جناب تاجر نامدار مارا۔ آ۔ فقیر احمد صاحبؒ ویلور سے لیگئے۔ اور حضرت کا وعظ اور یتیم خانہ کا افتتاح ہوا تو حضرت نے جناب فقیر احمد صاحبؒ کو رکی خواہش پر تقاریب و مجالس اہل اسلام میں پڑھنے کیلئے یہ نظم یتیمونکو لکھدی۔ جو آجتک بھی ان یتیمونکی زبان پر جاری ہے۔

اب کہ ہر مومن یہاں دلشاد ہے — ہم یتیموں کی سنو فریاد ہے
جب ہمارے پدر کی رحلت ہوی — آہ تب ہمپر یتیمی آگئی
وقت پر کھانا نہ تھا پانی نہ تھا — پھرتے تھے آوارہ ہو ہم جابجا
آگیا اہل وشارم کو خیال — ہے یتیموں کا بہت آشفتہ حال
وہ ہماری دیکھکر آوارہ گی — بے ثباتی بیکسی بے چارہ گی
انجمن کھولی یتیموں کے لئے — ان سبھوں کو حق جزائے خیر دے
جس نے ہمپر کچھ نہ کچھ احساں کیا — حق تعالی کو یقیں شاداں کیا

کیا کہیں اس سے زیادہ اے فہیم / تھے رسولؐ پاک بھی دُرِّ یتیم

ختم کر مسکیں دعا پر یہ کلام
اور نبیؐ پر بھیج صلوات و سلام

یہ ایک خط ہے جس میں مرسل الیہ کا صراحتہً پتہ نہیں چلتا ہے لیکن عنوان و مضمون خط بتا رہا ہے کہ حضرت ممدوح نے غالباً اسکو کسی اپنی خاص ہمدرد ہستی کیطرف روانہ فرمایا ہے اور اسوقت سنہ ۱۳۲۸ ہجری تھا گو کہ اسکو قصائد کیساتھ مناسبت نہ تھی مگر اسمیں بیش بہا نصائح مندرج رہنے سے بغرض رفاہ عام درج کیا گیا

از راجیٔ عفوِ ذی الایادی / مسکین محمد عبد ہادی

اے نورِ نظر جمالِ مسکیں / گلدستۂ احتفالِ مسکیں

شیریں سخن و جمیل کامل / بر دعوئے حق دلیل کامل

اے کانِ حیا و جانِ خوبی / غواص بحورِ نیک خوئی

اے مہرِ سمائے مہر و رافت / اے نیرِ برجِ عیش و راحت

اے بلبلِ گلشنِ رضیہ / پاوے تو مدارجِ علیہ

ظاہر ہے بس از سلام مسنون / باالفت و اشتیاق مقرون

کل نامہ تمہارا مجھکو پہنچا / جس سے ہوا حال سب ہویدا

دنیا کی مصیبتوں پہ ایجان / رہنا صابر یہی ہے ایمان

دنیا کی خوشی ہے کافروں کو / راحت عقبیٰ میں مومنوں کو

تکلیف میں تم پڑی ہو جیسا / میں بھی تو پھنسا ہوا ہوں ویسا

مجھپر جو مصیبتیں پڑی ہیں / اور زحمتیں مجھپہ جو کھڑی ہیں

گر ان کا بیاں کروں میں تھوڑا / سنکر ہو جگر تمھارا ٹکڑا

کوئی روز مجھے نہیں ہے راحت / ہر رات گزر رہی ہے آفت

اسباب کی تمکو تو خبر ہے — کہ ضیق مرے بیں مستقر ہے
دس روز سے اک نیا مرض بھی — جاں ناک ہیں کر رہا تھا میری
پہلو جو مرا ہے طرف چپ کا — درد اسمیں اٹھا تھا سخت ایسا
جس سے مرے ہوش اڑ گئے تھے — اور دیکھنے والے رو رہے تھے
حرکت ذری کر نہیں تھا سکتا — کھانا پانی نہیں تھا اصلا
سونا تو کیا لیٹنا نہیں تھا — آرام سے بیٹھنا نہیں تھا
طاقت نہیں سارا حال لکھنے — اسطرح سے سات روز گزرے
اور آٹھواں روز جب لگا ہے — درد اس کا اے جان کم ہوا ہے
بالکل وہ نہیں نکل گیا ہے — تھوڑا تھوڑا تو ہو رہا ہے
تسکین نہیں ہے دلکو زنہار — اس پہلو پہ لیٹنا ہے دشوار
پہلے سے فراق کا الم تھا — یہ زخم پہ ہے نمک کو چھڑکا
یکطرف ہے دوستوں کا غم ہے — یکطرف فراق کا الم ہے
جب آنکھ کھلی ہو قلب میں تم — گر بند رہی ہو رو برو تم
اقسام کی آفت و مصائب — مرض و رنج و غم و نوائب
گھیرے ہیں مجھے اے میرے جانی — حق کی ہی رہے نگہبانی
بے صبر نہیں ہوں ان بلا سے — راضی مالک کی ہوں رضا سے
جو کچھ ہے سو حدیث ہی چاہیں — پروا نہیں اسکی کچھ بھی جائیں
ایماں سے مگر نہ ہاتھ سے جاؤں — تا راحت آخرت کو پاؤں
اے خالق و مالک سموات — کر دور مرے بلا آفات
اللہ سے دل لگاؤ جانی — دنیا تو بلاشبہ ہے فانی
خوف اسکا رکھو مدام دلمیں — مت مجھ سے جدا ہو جیسا گل میں

اللہ تو مومنوں کو بس ہے … باقی جو ہے رب کا سب ہوس ہے

سب خرد و بزرگ ہیں یہ تکریم … معروض ہم رفیبے ہوئے تسلیم

جلد اسکا جواب لکھو ایجاں … تا پائے تسلی یہ مریجاں

بس کیجئے قلم کو روک لیجئے

صلوات نبی پہ کثیر تجدید کیجئے

یہ نظم جناب او سی حاجی عبد الرحمٰن صاحب سکریٹری انجمن خدام اسلام ومتولی مسجد قادر پیٹ واقع وانمباڑی کے سفر حج کے جلسہ میں پڑھنے کیلئے ممبران انجمن مذکور کی فرمائش پر لکھی گئی ۵ ؍ اپریل سنہ ۱۹۲۰ء م [illegible] سنہ [illegible] ھ

الٰہی ہووے آسانی جناب عبد رحمٰن پر … رہے تیری نگہبانی جناب عبد رحمٰن پر

بنے ہیں یہ ترے مہماں ترے گھر پر ہیں قرباں … کرم تیرا رہے ہر آں جناب عبد رحمٰن پر

تری خشکی میں بے باری رہے انکو تری یا حی … ہو بحر فضل بھی جاری جناب عبد رحمٰن پر

ہو انکے مال کا حافظ زن و اطفال کا حافظ … بھی ہو اعمال کا حافظ جناب عبد رحمٰن پر

کرا کر حج بیت اللہ دکھا بیت رسول اللہ … رہے ہر حال نصر اللہ جناب عبد رحمٰن پر

الٰہی شوق سے جائیں سلامت لوٹ کر آئیں … فدا خدام ہو جائیں جناب عبد رحمٰن پر

دعا مسکین کی ہے والم سفر آئیں سالم

رہے لطف خدا قائم جناب عبد رحمٰن پر

مدینہ منورہ میں حضرت مدظلہ العالی کے ایک دوست (علی) نامی عالم و فاضل تھے جنکے ساتھ حضرت اکثر اوقات مسجد نبوی میں ذاکر و مشغول عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے ایک روز وہ کسی وجہ سے غائب رہے تو حضرت مدظلہ نے یہ اشعار انکے متعلق لکھکر دوسرے روز انھیں سنائے

یا صاحبی حبیبی فی اللہ ذی الکرم … یا من بحبہ قلبی لفی سقم

يَا مَنْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ سَاطِعَةً   بِالْعِلْمِ وَالزُّهْدِ وَالأَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

يَا طَالِبَ الْعِزِّ إِنْ كُنْتَ مُرْتَقِبًا
وَمَا رَأَيْتُمْ بِالأَمْسِ فِي الْحَوبِ

مواعظ دینیہ و نصائح ایمانیہ میں فارسی نظم نہایت عمدہ لکھی گئی ہے۔ غالباً حضرت نے اسکی اردو بھی فرمائی ہوگی دستیاب ہونیکے بعد ہدیہ ناظرین کیجائیگی۔

دلا گر خوف حق داری بیا بشنو ز قرآنی   که بیخوف خدا هرگز نیابی راه ایمانی

ببین در ابتدا قرآن هدایت چه دید مارا   هدی للمتقین را تا تدبر نیک بر خوانی

مکن ای دل چنین غفلت بکن توبه بکن توبه   شنو از دل نصیحت را اگر مرد مسلمانی

چرا در آمدی اینجا و در چه کار مشغولی   بگو چه عذر در آری در آن دربار ربانی

مطیع نفس بد گشتی و برگشتی ز رب خویش   بکن اندیشه و فکرے مگر مردن نمی دانی

عزیزا چشم خود وا کن سر خود در گریبان کن   ببین چند است بر تو نعمت و افضال حقانی

شرافت داد بر جمله خلائق نوع انسان را   عطا کرده تکلم بر زبان و عقل نورانی

عنایت کرد هم علم و حکمت داد فهم و فراست هم   نشستن گفتن هم رفتن هم لیاقت هم سخندانی

بده در جیب شکر او بگوییم از زبان و دل   بهر حالت بهر ساعت بهر اوقات جانی

بود نازل هم کرده سنت نگار و خدای منعم   نگار و نعت پیغمبر و هم احکام قرآنی

حقائق هم مسائل هم نصائح هم اوامر را   نواهی هم امور خیر هم اخلاق انسانی

مگر افسوس حال ما بود بر عکس این بیشک   که از دست و زبان ما نباید شکر یزدانی

نه حج و زکات و صیام نه ذکر خیر نیک آئین   کجا باشد در حقیقت داخل دین مسلمانی

بلے قرآن و سنت را نخوانی اصل هیچ است   نگه تو صفت چشم و ابرو و گه زلف پیچانی

ستایش آن بود اینکه فا و شع در سنت آید   دل تو در پے همچو باشد آن که گردی خوش بیانی

مکن اندیشه حقی که دنیا را بقائے نیست   چرا عاقل کند کارے که باز آید پشیمانی

حکومت دولت و مال و تجمل باغ و کر و فر ؎ ز کان و تخت و کرسی این ہمہ یک شے شود فانی

کجا رفتند یاران کجا آں اولیاء اللہ ؎ کجا یعقوب پیغمبر کجا آں ماہ کنعانی ،

کجا آدم صفی اللہ کجا موسیٰ کلیم اللہ ؎ کجا نوح نجی اللہ کہ بودہ آدم ثانی

خلیل اللہ ذبیح اللہ کجا شد عیسیٰ خوش سخن ؎ کجا آں ملک بلقیس و کجا تخت سلیمانی

ہمہ رفتند از دنیا رسول ما محمد ہم ؎ کہ بودہ سرور کل انبیا محبوب یزدانی

مقام حیرت است اینجا کسے اینجا کیست کو ماند ؎ بجز ذات مقدس قادر قیوم صمدانی

توجہ کن بسوئے حق دل از دنیائے دوں بردار ؎ یقین دانی کہ در دنیا تو روزے چند مہمانی

مکن غفلت ز موت خود مشو بر حال خود نازاں ؎ تہ خاک اند حکام و سلاطین پس چہ حیرانی

بیا مسکین تضرع کن ز رب غافر و رحمٰن
عمر گذرد قیامت خود کہ تا کے ایں غزل خوانی

ہمارے پیر و مرشد مدظلہم العالی کے فرزند قاری خوش الحان و اعظ سحر البیان ، جناب مولانا الحاج الحافظ محمد عبد المجیب بشیر الزمان سلمہ اللہ المنان نے سنہ ١٣٣٣ھ میں سفر اضلاع حیدر آباد جو اختیار کیا تو بسلسلۂ مواعظ بلاد متفرقہ میں عرصہ ہفت سال گزار دیا اور اس مدت میں حضرت قبلہ کی ان سے ملاقات ہوئی نہ ہی انکا کوئی خط آیا ۔ مگر بعد انقضائے مدت مذکور ١٣٤٠ھ میں حضرت مدظلہ العالی جب ملیندو ۔ ڈورنکل ۔ گاردلہ ۔ کھمم میٹ ۔ بجواڑہ ۔ گنگور ۔ کنڈہ پلی ۔ تناگلی ۔ مدراس ۔ ویلور ۔ ساریم پیٹ ۔ ترپاتور ۔ بورنگ پیٹ ۔ وغیرہ کے صدہا مواعظ سے فارغ ہو کر اپنے وطن قدیم وانمباڑی کے مسلمانوں کو اپنے فیوض سے مستفیض فرمانے کیلئے تشریف فرما ہوئے تو جناب صاحبزادے مذکور بھی حضرت قبلہ سے نیاز حاصل کرنیکو وارد وانمباڑی ہوئے ۔ لیکن بوقت جناب کا مزاج شریف کچھ ناساز رہنے سے حضرت مدظلہ نے انھیں بغرض علاج جناب شفاء الملک ہمدرد غریباں

غمخوار مریضاں معدن مروت و اخلاق مخزن مروت و اشفاق قاضی حکیم محمد شریف
صاحب قادری سلمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ویلور روانہ فرمایا۔ تو جناب
صاحبزادہ صاحب نے تین ہی روز میں اپنے والد ماجد کی خدمت میں ایک عریضہ
طویل نہایت فصیح و بلیغ جس کا مضمون نہایت عجیب و غریب ہے روانہ فرمایا۔ اور
حضرت قبلہ نے بھی اسکا جواب نہایت مسجع و مقفی دیا ہے۔ جو بلاشبہ ناظرین کو
نہایت متاثر اور مسرور کرنیوالا ہے اور ایسے عمدہ مواعظ و لطائف سے مملو ہے
کہ اسکو بھی ہدیہ ناظرین کرنے کیلئے ضرور جی چاہتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ بہت
طویل ہے لہذا اسکو کسی دوسرے موقع میں انشاء اللہ تعالیٰ ناظرین کے
پیش کیا جائیگا۔ الحاصل جناب صاحبزادہ صاحب بعد صحت ویلور سے وانمباڑی
واپس آئے۔ اور حضرت قبلہ کیساتھ حیدرآباد پہنچنے کے بعد کسی ضرورت سے
دو ہفتہ کیلئے پونہ جانیکی اجازت چاہی تو حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تمھارے ہفتے بہت
طویل ہوتے ہیں۔ اور میں اسوقت بیمار ہوں اسلئے یہ بتاؤ کہ تمھارا ہفتہ کتنے
ماہ کا ہوتا ہے۔ تو کہا کہ اب ایسا نہوگا بلکہ جلد واپس آؤں گا۔ اور خطوط بھی لکھتے
رہونگا۔ پس حضرت قبلہ نے مجبوراً رخصت دیدی۔ مگر بعد معلوم ہوا کہ (بامبے)
گئے۔ پھر خبر ملی کہ ناغہ نہیں وعظ کر رہے ہیں۔ اسیطرح سے پانچ ماہ کا عرصہ گذر
گیا۔ نہ وہ آئے نہ خط ہی لکھا پس حضرت قبلہ نے ایک ایسا پر درد باثر منظوم
خط ارسال فرمایا کہ سامعین کے قلوب ہلجاتے ہیں۔ اور نہایت متاثر ہوتے ہیں
گو کہ ان ہر دو خط کے اندراج کی نہ اس مقام میں ضرورت تھی اور نہ ان کو خصائل
مسکین سے مناسبت و تعلق مگر حسب خواہش اکثر احباب اسکی اشاعت مناسب
معلوم ہوئی اور چونکہ یہ خط منظوم کماحقہٗ مفہوم ہونا اور اس سے پورا
لطف حاصل کرنا خط صاحبزادہ کی سماعت پر موقوف ہے لہذا اول مکتوب کو

اور اسکے بعد نظم پرنور کو ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہے۔

نقل خط مولانا بشیر الزماں بخدمت والد ماجد علامہ زماں

عالیجناب حضرت والد ماجد صاحب مدظلہ العالی

تسلیم بعد تکریم — اب معلوم ہوا کہ آپ کی بھی جدائی میرے لئے سوہان جگر ہے
جدائی کی ایک طویل مدت باعث اضطراب قلب نہیں ہوسکتی یہی وجہ تھی کہ آپ میں نو
پارہ آتے تھے مگر فراق تازہ تازہ نشتر ہے جو پیوست جگر ہو کر تازہ خون نکالتا
ہے۔ ہائے وہ ہستی جس نے ہستی کا جامہ پہنا اور جسکو آپ سے اک لمحہ بھی جدا رہنا
گوارا نہ تھا۔ کدھر گئی۔ افسوس وہ فراق دائمی کا شکار بن گئی۔ جبتک ہمیں دم
ہے فراق و وصال ساتھ لگا ہے میں گھبراتا نہیں ہوں آخر یہ محبت بھی تو خدا کی
دی ہوئی نعمت ہے اسی نے یعقوب علیہ السلام کو ۴۰ سال بیقرار رکھا
اسی نے یوسف صدیق پر تہمت لگائی۔ اور اسی نے زلیخا کے نازک پیر میں
زنجیریں پڑوائیں۔ وہاں سے نکلے ہم ٹھیک وقت پر اسٹیشن پہنچے۔ پیچھے
گاڑی آئی۔ اسے جب اپنی پٹریوں پر قرار آیا تو دل مضطر کو سینہ میں بیقرار
پایا۔ (میرے ولیے ٹرین نے کہا میں جیسے اٹھائے ہوئے ہوں۔ وہ تجھے اٹھائے
ہوئے ہیں۔ اور تو حامل بار امانت ہے۔ ٹرین میں تنہا تھی ہوں یہ مسٹر
بشیر الزماں ہیں۔ ان سے میری برسوں ملاقات رہی ہے۔ تڑپنے پھڑکنے
کا سبق میں نے انہیں سے سیکھا ہے۔ ملنے والے تو اس وقت متحرک ہیں۔ اور
میں ساکن ہوں۔ پاس بہت تیزی سے آکے میں کچھ حرکت کرتی ہوں۔ یہ کہکر
چل پڑی۔ کیا کہوں جڑی چیخ سے راستہ کٹا میرا اثر نہ دیکھ پائی چلتے چلتے
چیخ اٹھی۔ خدا خدا کرکے دہلی پہنچے۔ آپ کے دوست جناب اسمعیل خانصاحب سے
ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کمال محبت سے مزاج پرسی کی جب آپ کا خط پہنچا تو مجھ

بہت گفتگو کے بعد چائے پیکر مسجد گئے۔ نماز مغرب سے فارغ ہوکر مکان آئے دیوانخانہ میں فرش بچھا تھا ہمنے اپنی سوزنی اسپر بچھالی اور بیٹھ گئے۔ ہماری آمد کی خبر سنکر اسمعیل خانصاحب کی خوشدامن صاحبہ آئیں اور آپ کو بار بار پوچھتی رہیں۔ پھر دستر خوان بچھا۔ کھانا رکھا گیا صاحب خانہ بھی ہمارے شریک تھے ہمنے خوب سیر ہوکر کھانا کھایا۔ مسجد تو جا نہ سکے وہیں نماز پڑھی اور سو رہے۔ آپ کی دعا سے کچھ دیر نیند آئی (سنئے) رات کے تین بج چکے ہیں۔ ہر طرف عالم سکوت ہے آسمان دنیا پر کہیں کہیں ستارے چمک رہے ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ درختوں پر پتے ہل رہے ہیں۔ پرندے ٹہنیوں پر بیٹھے اونگھ رہے ہیں مینا پریشان گا رہی ہے۔ پیپل پر کوئل کوک رہی ہے۔ گل پر بلبل چہک رہی ہے جنگل میں مور ناچ رہا ہے۔ میدانوں میں ہرن چوکڑی بھر رہے ہیں۔ ہرے ہرے کھیت لہلہا رہے ہیں۔ سب سے الگ تھلگ جمنا بہہ رہی ہے۔ باغوں میں درختوں کی باردار شاخیں جھک رہی ہیں پھل نیچے گر رہے ہیں۔ چمبیلی اگ الاپ رہا ہے داغ فرقت لئے ہوئے لالہ رو رہی ہے۔ نرگس تک رہی ہے۔ چمن میں پھول کھل رہے ہیں۔ خوشبو مہک رہی ہے۔ کلیاں چٹک رہی ہیں شبنم ٹپک رہی ہے۔ ابر کی سیاہی سے ڈرا رہا ہے دریا کی تند روانی سے دل سہم رہے ہیں۔ کچھ کچھ ترشح ہو رہی ہے۔ سب سو رہے ہیں بیمار چراغ جل رہا ہے۔ ایک طرف خشت رکھا ہے۔ دوسری طرف ... دروازہ کے پاس آفتابہ دھرا ہے۔ دیوار سے لگی ہوئی ایک ... اسپر ایک مسافر رنگین کپڑا سر پایا اوڑھے ہوئے مغموم بیٹھا ہے۔ ... کتاب کھلی پڑی ہے۔ سامنے دوا کی پیالی ہے۔ ہاتھ میں قلم ہے۔ گود میں قرآن مجید ہے ذرا سنئے کونسی سورۃ پڑھی جا رہی ہے۔ سورہ یوسف

اِنَّمَا اَشْکُوا بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰہِ پر پہنچکر اس نے سر جھکا لیا ہے۔ دستی سے منہ چھپا لیا ہے۔ شاید دل بھر آیا ہے۔ آپ جانتے ہیں یہ کون ہے۔ خدا اسے دونوں جہاں میں خوش رکھے یہ آپ کا بشیر الزماں ہے۔ جسکو آپ کی تازہ جدائی نے بیقرار کر رکھا ہے۔ انتہی بقدر ضرورت۔ اب میں اس خط منظوم کو نقل کرتا ہوں جو حضرت قبلہ مدظلہ العالی نے صاحبزادہ کے نام نانڈیڑھ روانہ فرمایا تھا۔ اور وہ اسوقت پونے کے ارادہ سے نکلکر باسر ہوتے ہوئے نانڈیڑہ پہنچکر عرصۂ پانچ ماہ تک وہیں مصروف تھے اور حضرت والد ماجد کے نام کوئی خط اس عرصہ تک نہ بھیجا تھا۔

نقل مکتوب منظوم حضرت مرشدنا مدظلہم العالی بنام مولانا بشیر الزماں صاحبزادہ مدظلہ العالی

نوشتہ اپنی قسمت کا مٹانا ہو نہیں سکتا — تقاضائے مقدر سے تقاضا ہو نہیں سکتا

سعادت جب تمہیں بخشی شقاوت میرے سر ڈالی — برے تم ہو نہیں سکتے میں اچھا ہو نہیں سکتا

ہوا اعمال نامہ پاک ایسا آب توبہ سے — کہ آئندہ گناہوں سے وہ میلا ہو نہیں سکتا

خوشی ہو یا غمی ہو یا مرض یا تندرستی ہو — کبھی جھوٹوں کے وعدہ پر بھروسا ہو نہیں سکتا

وفائی اور سچائی نہیں دنیا میں کچھ باقی — پدر کے ساتھ بھی فرزند سچا ہو نہیں سکتا

کہا تھا یوں ہی سمجھانے کو آؤنگا دو ہفتہ میں — وہ کیونکر آئیں جب خط کا بھی آنا ہو نہیں سکتا

کہا جاتا ہوں پونہ کو مگر نکلے تھے باسر کو — ولے باسر ہیں بے سر کا ٹھکانا ہو نہیں سکتا

وہاں سے جلد تر نکلے چلے نانڈیڑھ کھانیکو — مگر اس ڈیڑھ کھانا بھی گوارا ہو نہیں سکتا

چلے واں سے خدا جانے کہاں نکلے کہاں پہنچے — دل آزاد کو ہرگز ٹھکانا ہو نہیں سکتا

تڑپنا اور پھڑکنا جب سکھایا ریل کو میں نے — تڑپتے دل کا بس پیچھا چھڑانا ہو نہیں سکتا

نکالا خون تازہ تھا فراق تازہ کا نشتر — فراق تازہ تر سے کیوں نکلنا ہو نہیں سکتا

دل سنگین کو اب کیوں نہ سوجھی سورۂ یوسف — بھی کیوں حزنی الی اللہ پہنچنا ہو نہیں سکتا

کہاں وہ سر جھکا لینا کہاں منہ کا چھپا لینا ۔ کدھر ہے آہ وہ دستی نکلتا ہو نہیں سکتا

تمنائے دلی میری نہ بر آئی کبھی سکیں
میں مقتول تمنا ہوں کہ زندہ ہو نہیں سکتا

در مدح مولائی و شیخی و سندی علامہ عبد الستار ابو الفیض صدیقی محدث کی ادام اللہ افاضاتہم در مکہ مکرمہ نوشتہ شد

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَيَا سَيِّدِيْ ۔ وَقَلْبِيْ لَدَيْكُمْ هَبَا اَمْجَدِيْ
لِسَانِيْ وَجَسَدِيْ وَرُوْحِيْ فِدَاكَ ۔ وَتَنْزِلُ لَكَ رَحْمَةُ الْوَاحِدِ
اَدَامَ الْاِلٰهُ فُيُوْضَاتَكَ ۔ لَكَ الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ فِي الْغَدِ
اِلٰهِيْ لَهُ الْاَمْنُ وَالْعَافِيَه ۔ وَلِيْ دَعْوَةُ الْعَالِمِ الزَّاهِدِ

مضافات مدراس کے قصبۂ آمبور میں ایک مدرسہ نسواں نہایت عالیشان کا افتتاح ہوا ۔ جسکا نام حسنات جاریہ رکھا گیا ۔ اور اسکے جلسۂ افتتاحی میں دار السرور شہر ویلور و مدراس کے بڑے بڑے مقتدر علما و عمائدین و تجار نامدار شریک تھے ۔ اور اس میں حسب خواہش بانی مدرسہ عالیجناب حاجی گنڈیری محمد عثمان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ حضرت مدظلہٗ کا وعظ بھی ہوا ۔ پس حضرت نے مدرسۂ مذکور کی توصیف میں یہ نظم تحریر فرمائی ۔

کیا خوب مدرسہ ہے یہ حسناتِ جاریہ ۔ کس درجہ خوشنما ہے یہ حسناتِ جاریہ
تعلیم علم دین کے خاطر لے بنی ہیو ۔ آمبور میں بنا ہے یہ حسناتِ جاریہ
آؤ بشوق دل پڑھو اس مدرسہ میں تم ۔ جنت کا رہنما ہے یہ حسناتِ جاریہ
لے مومنو بصدق دلی اپنا مال و زر ۔ اسپر کرو فدا ہے یہ حسنات جاریہ
جاری ہیں رہنے والی ہمیشہ یہ نیکیاں ۔ اس ہی لئے کہلاتے ہے یہ حسنات جاریہ
عورت ہی کے جیتے یہ حسنات کا مکان ۔ اسوجہ سے ہوا ہے یہ حسنات جاریہ
حسنات تو ہی کرتی ہیں سب سیئات کو ۔ نیکی کا در کھلا ہے یہ حسنات جاریہ

اسیر ہوئے ہیں صرف روپیہ ہزارہا	بے مثل بن چکا ہے یہ حسنات جاریہ

مسکیں اگرچہ اور مدارس بھی ہیں مگر
اس طرز کا بنا ہے یہ حسنات جاریہ

قطعۂ تاریخ اجرائی اخبار گوہربار مسمّیٰ بہ صحیفہ از ریاست اسلامی حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الآفات والفتن

حمد بے غایت سزائے آں شہ علّام ہے	بارش ابر کرم ہم سب پہ جسکا عام ہے
تازہ تر گلہائے تسلیم و صلوٰۃ اس شاہ کے	ہو نثار فرق اقدس جسکا احمدؐ نام ہے
مژدہ دے اہل جہاں فضل خدا سے آجکل	جلوہ فرما شاہد مقصود با اکرام ہے
مرحبا اے مہتمم اے مولوی اکبر علی	خوب اس اخبار کا تم نے دیا انجام ہے
جسکا ہر ہر صفحہ رشک تختۂ باغ ارم	عندلیب جاں فدائی جسپہ صبح و شام ہے
جسکی ہر ہر سطر سلک گوہر صدق و صفا	جس کا ہر مضمون مبنی بر رفاہ عام ہے
جسکا ہر ہر حرف [illegible]	[illegible] لعل بدخشاں جسکے خون آشام ہے
جلوہ گر حسن عبارت سے ہے نور علم و فضل	یہ اخبار کیا ہے دفتر اسلام ہے
جسکی کچھ کالم ہیں دنیا کے مضامیں سے بھری	دوسری میں شرع کے احکام کا ارقام ہے
ایک ہی اخبار سے تو لطف کا سب ہے حصول	بے شبہ اس کے سحر و خرمی ادام ہے
لیجیے اس شکل باغستان جنت کی ہوا	گر تمہیں مطلوب ہے قوت مغز جاں بادام ہے
جسکو چاہو گر سیر اقالیم جہاں	کیجئے اسکی نظر گویا یہ جم کا جام ہے
کیا ہی خوش اسلوب ہے طرز نگارش واہ واہ	سچ کہو تو مجمع حسنات اسکا نام ہے
دے جزائے خیر اسکے مہتمم کو کردگار	اس کے ہر ساعی کو بھی توفیق قابل اکرام ہے
ہے اگر مطلوب اسکا سال ہجری دوستو	کاش وہ حاسد کا سر پہ مظہر الاسلام ہے ۱۳۳۰
مصرع تاریخ فصیح کا ہے سبکو انتظار	وہ بھی اے مسکیں بشکل قابل ارقام ہے
سر اٹھاؤ جسکا لیکر صحیفہ ہاتھ میں	واہ مجموعہ ختم طلب و شمع اسلام ہے ۱۳ ۱۲

احباب دنیا کی بے مروتی و بے اعتنائی میں یہ نظم بہت عمدہ تحریر پائی ہے۔

تمنا ہے تری الفت میں یارب میرا دم نکلے
محبت غیر کی دل سے مرے بس ایکدم نکلے

تجھے جو چھوڑ کر دل کو لگائے غیر سے تیرے
یقیں وہ کوچۂ الفت سے با درد و الم نکلے

کروں کیا وصف احمد میں کہ واصف خود خدا انکا ہے
جہاں میں ایسے پیغمبر کوئی باکرم نکلے

بھرے دامن جو نکلے نقد لے بازار الفت میں
کہاں کیوں پر کرے دامن تہیدام و درم نکلے

عجب کچھ بیوفائی آجکل دنیا میں ہے پھیلی
جنھیں ہم باکرم سمجھے عجب وہ بے کرم نکلے

مسرت تھی بڑی دلمیں کہ میرا یار ہے غمخوار
مگر وہ وقت مشکل میں تھے بیدرد و غم نکلے

بہت افسوس ہے یارب جنھیں تھا دعوے الفت
عجب وہ بیوفا نکلے بڑے وہ پر ستم نکلے

لگا دو دل خدا ہی سے مدام اے بندۂ مسکیں
کہ وقت نزع نام اسکا زباں سے دمبدم نکلے

مخفی مباد کہ حضرت مولانا الاکرم مرشد اعظم دام اللہ فیوضاتہم کی اور بہت سی نظمیں اور قطعات تاریخی و اشعار متفرقہ اردو فارسی مختلف جگہوں میں پائے گئے لیکن بوجہ قلت فرصت و بخوف طوالت تحریر میں نہ آسکے۔ اور جب آئندہ طبع قصاید کا اہتمام ہوگا تو وہ سب درج کتاب کئے جاوینگے حتی الامکان سعی کیجائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ فقط

بندۂ اثیم محمد عبد الکریم عفا عنہ اللہ الرحیم

قطعہ تاریخ طبع سوم قصائد مسکین از شاعر نامدار مداح رسول مختار سید برج [illegible] کوہ برج فصاحت عالیجناب شاہ محمد صبغۃ اللہ صاحب حسینی القادری المتخلص نور زادہ اللہ

نور علی نور

جناب مولوی حاجی عبدالہادی مسکیں | دل صاف انکا حب احمد سے منور ہے
وہ حافظ ہیں وہ قاری ہیں وہ واعظ ہیں وہ شاعر ہیں | جگہ ہر ایک محفل میں انھیں کی سب سے برتر ہے
ہدایت پر رہے ہیں خلق و مخلوق [illegible] ایسا | وہ عالم باعمل ہیں قول و فعل انکا برابر ہے
لکھا دیوان نعت پاک احسن حسن عقیدت سے | ہوا مطبوع اب مطبوع طبع ہر سخنور ہے
خدا کے نور کا جلوہ ہے ہر اک شعر سے روشن | مہ تاباں ہے ہر ہر حرف نقطہ اختر ہے
روانی طبع کی کہتی ہے غواص معانی ہے | وہ ہے در یتیم اس بحر رحمت میں گوہر ہے
خدا و مصطفیٰ کا ذکر شکر انکی نظموں میں | ادھر صل علیٰ لب پر ادھر اللہ اکبر ہے
[illegible] | مری آنکھیں مرا دل ہے مرا سینہ مرا سر ہے

کہی تاریخ ہجری [illegible] نور دل [illegible]
[illegible] زیبا ہے یہ گلدستہ نعت پیمبر ہے
۱۲ ھ ۸۸

ایضاً

از عالیجناب فصیح اللسان بلیغ البیان مداح رسول انس و جان حضرت نواب امیر الشعراء محمد منور صاحب گوہر سلمہ اللہ الاکبر ساکن مدراس

شکر [illegible] مسکین | واعظا نامدار عصر ما [illegible]
[illegible] | در ثنای نبی رسول امین
[illegible] | در خور شرح و قابل تحسین
[illegible] بارگاه مصطفوی | یا رب این هدیه اش قبول آمین
هر مراد دلش [illegible] | در دو گیتی [illegible]

چون گوہر چو طبع شد دیوان
نعت محمود گلشن رنگیں ۵

۴۸ ھ ۱۳۰۱

نظم شہزادۂ شاعر فصیح اللسان مولوی عبد الصمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ المتخلص بہ صمد مدرس
مدرسہ سرکاری شہر ویلور (مدراس)

خاص خاصان خدا میں تو بھی ہے تو بھی ہے خدا کے پیاروں میں
پھیلی ہے ترے وعظوں کی ضیا پیغمبر کے دربار میں

تو روح رواں شرح مبیں اعجاز نما حق آئیں
تو ہم میں ہوا اک صدر نشیں ہم بھی ہیں ترے بیماروں میں

تو ملک معانی کا سلطاں تو حافظ و قاری قرآں
وعظوں نے ترے اے فیض رساں اک دھوم مچی بیداروں میں

وہ تیرا بیاں اعجاز نما جادو ہے یا ہے افسوں
سرسبز نمازوں سے ہے کیا ہر مسجد ہر گلزاروں میں

محفل میں یاں جب تیری جا چھکی ہے ہدایت کی بجلی
ویرانوں اور شہروں میں کوچہ کوچہ بازاروں میں

محفل میں یاں جب تیری کھلی چھکی ہے نصیحت کی کلی
مدراس [illegible] میں [illegible] روشن

[illegible] تو حافظ قرآں و حاجی [illegible]
[illegible] جوش [illegible] روشن

[illegible] تیری وہ پیاری [illegible] لیکن [illegible]
[illegible] ہوشیاروں میں

[illegible] تیری [illegible] جھوٹا کی
وہ امام [illegible] کی [illegible] روشن

[illegible] شعر [illegible]
[illegible] سب [illegible]

[illegible]
آ سکتے [illegible] لا سکتے نہیں [illegible] روشن

[illegible] سے [illegible]
[illegible] محمد [illegible]

مولانا صاحب کی تصانیف مفید قابل دید

القول المشروح فی رفع الاعتراضات علی طوفان نوح

آجکل لوگ قرآن مجید کی آیات و قصص پر بیجا اعتراضات وارد کرکے اہل اسلام کے عقاید پر برا اثر پیدا کرنیکی کوشش کرتے ہیں چنانچہ سورۂ رحمٰن کے متعلق ایک صاحب نے دو شبہات اور کسی آریہ نے طوفان نوح پر جو ثابت از قرآن ہے پندرہ اعتراضات شائع کئے تھے مولانا صاحب نے ان کے معقول جوابات مدلل نہایت شائستہ پیرایہ میں دئے ہیں جو قابل دید ہیں۔ قیمت ۴؍

ہادی الطالبین الی مسلسلات النبی الامین

یہ عربی کتاب علماء و فضلاء کے نہایت کار آمد ہے اسمیں مولانا صاحب نے ایسی ستر حدیثیں جمع کی ہیں جو علمائے حرمین الشریفین و متعدد اشیاخ کرام سے کمال جانفشانی کے بعد حاصل ہوئی ہیں۔ اور ہر حدیث کو خود سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک مسلسل بالاتصال سند پہنچائی ہے۔ زیر طبع۔

سبیل الفلاح

یہ اردو رسالہ نہایت آسان عبارت میں لکھا گیا ہے اس میں اول عقاید ضروری پھر چند احکام ضروری مرقوم ہیں بعدہ مسائل مختلفہ و نصائح متفرقہ روزمرہ کے کار آمد ہر طرح کے لکھے گئے ہیں جو بغایت قریب الفہم و سریع الحفظ ہیں۔ جنکا یاد کرنا ہر مرد و زن کو لازم ہے۔ زیر طبع۔

نیل الآمال بالصبر علی موت الاطفال

یہ نہایت مفید رسالہ دستور العمل بنانے کے قابل ہے۔ اولاد نابالغ مرنیکے بعد کسکی جہانت میں رہتے ہیں اور انکی موت پر صبر کرنیکے کیا فضائل ہیں نہایت عمدگی کے ساتھ آیات شریفہ و احادیث صحیحہ سے جمع کئے گئے ہیں جنکے دیکھنے سے خود بخود غم غلط ہوکر صبر کے عادی ہوجاتے ہیں۔ اس مضمون میں اردو کوئی کتاب آجتک نظر سے نہیں گذری۔ ہر مکان میں اس کتاب کا ہونا مناسب ہے۔

دفع البہتان عن سیدنا عمر الفرقان

فی زماننا اکثر مسلمان طاعون سے فرار کرنیکو درست سمجھتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک خط کا اصل مطلب سمجھکر انپر یہ بہتان لگاتے ہیں کہ انھوں نے صحابہ کو مقام طاعون سے فرار کرنیکا حکم دیا تھا۔ پس اس کتاب میں آپکے یہ اتہام نافرجام بدلائل قویہ اسطرح دفع کیا گیا ہے کہ مخالف کو سوا تسلیم کرنیکے چارہ نہیں آخر کتاب میں استاذ حضور نظام مولانا محمد و منا الحاج العارف باللہ معین الہام امور مذہبی حضرت مولوی محمد انوار اللہ فضیلت جنگ مرحوم کا ایک مضمون اور دیگر معتمد علمائے کرام کے تقاریظ مرقوم ہیں قیمت ۴

نظم از شاعر باکمال مولوی محمد مظفر حسین صاحب سلیمانی۔ محرک تدوین تاریخ عثمانی مورخ و زمیندار شاہ آباد (ملک اودھ) سلمہ اللہ تعالے

یہ جو مجموعۂ قصائد ہے
نعت جسمیں رسول پاک کی ہے
پند سے پر ہے جسکا ہر مصرع
عبد ہادی ہے جسکا اسم شریف
مولوی مفتی حافظ و قاری
کر تصانیف آپکی ہیں بہت
سلئے مظفر کرو دعا ہر دم

نام اسکا قصائد مسکین
جسکا ہر نقطہ قابل تحسین
اسکی ہر بیت گلشن رنگیں
ہے تخلص جناب کا مسکیں
حامی و دیندار حق آگیں
ان میں یہ بھی ہے ایک نقش نگیں
کہ رہیں شاد حضرت مسکیں